کاروانِ حیاتِ نبوی

سوال و جواب پر مشتمل مختصر سیرت و شمائلِ نبوی

جمع وترتیب

جمشید عالم عبد السلام سلفی

ناشر

مکتبة السّلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

جمع وترتیب

جمشید عالم عبد السلام سلفی

ناشر

مکتبۃ السّلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

نام کتاب..................................کاروانِ حیاتِ نبوی

جمع وترتیب....................................جمشید عالم عبد السلام سلفیؔ

صفحات..48

ناشر.................. مکتبۃ السلام انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر

کمپوزنگ.....................................ابو معاذ سلفیؔ

باہتمام...حافظ محبوب عالم سلفیؔ

طبع اوّل.......................................نومبر ۲۰۲۳ء

تعداد اشاعت.....................................گیارہ سو

قیمت..Rs : 60

ملنے کا پتہ

مکتبۃ السلام

انتری بازار، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا، 272205

Maktaba Al-Salam

Antari Bazar, Shohrat Garh, Siddharth Nagar, U.P. India, 272205

Mob : 9628953010/6393225101

Email : maktabsalam2@gmail.com

حرفِ اوّل

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خیر خلقه محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین ومن تبعهم بإحسان إلیٰ یوم الدین، أمابعد :

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ تمام مسلمانوں کے لیے آئیڈیل، اُسوہ اور نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی ذات سے الفت و لگاؤ اور آپ کے جملہ فرامین سے محبت و شیفتگی ہر مسلمان کا واجبی فریضہ ہے، آپ کی اطاعت و اتباع کرنا، آپ کی زندگی کو اُسوہ اور حرزِ جاں بنانا اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے ناگزیر ہے، اس لیے کہ آپ کی اطاعت و اتباع اور اُسوۂ زندگی کو اپنانے میں ہی دنیوی و اُخروی نجات و کامیابی کا راز پنہاں ہے۔ بحیثیت مسلمان نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بارے میں معرفت حاصل کرنا اور آپ کے حالات و کوائف سے آگاہ رہنا بھی نہایت ضروری ہے۔ آئے دن یہ بات سامنے آتی رہتی ہے کہ حریتِ فکر و نظر کی آڑ میں دشمنانِ اسلام رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر حملہ کرنے اور آپ کی صاف و شفاف شبیہ کو بگاڑنے کی ناکام و ناروا کوشش کرتے رہتے ہیں، جس کا مفکرین و محققینِ اسلام کی جانب سے منہ توڑ و مسکت جواب بھی دیا جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ خود ہم مسلمانوں میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے رہبر و رہنما کی زندگی سے ناواقف رہتے ہیں اور اُنھیں نبی ﷺ کی زندگی و عام معمولات سے کچھ لینا دینا نہیں رہتا ہے۔

نبیِ رحمت، خاتم الأنبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ہم سے رخصت ہوئے چودہ سو سال سے زائد کا طویل عرصہ بیت چکا ہے، مگر یہ ایک معجزہ اور زندہ حقیقت ہے کہ کاروانِ حیاتِ نبوی کی مکمل تفصیل، آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات، عبادات و معاملات، سنہرے و انمول فیصلے، اندازِ کلام و گفتگو، نشست و برخاست، بود و باش، قیام و طعام، ہنسنے اور رونے، سونے اور جاگنے، اپنوں اور غیروں کے ساتھ آپ کے عمدہ رویے، بچوں کے ساتھ آپ کی بے پناہ شفقتیں، اُمہات المؤمنین ازواج مطہرات

کے ساتھ آپ کی الفتیں، یتیموں کے ساتھ آپ کی محبتیں، غرض کہ پیارے نبی ﷺ کی معمولاتِ زندگی، روز مرہ رونما ہونے والے چھوٹے بڑے حادثات وواقعات، غزوات وسرایا اور حیاتِ طیبہ کے ایک ایک پل کی باتیں سیرت واحادیث کی کتابوں میں حرف بحرف مندرج ہیں۔

چودہ سو سال سے زائد کے طویل عرصے میں رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر دنیا کی تمام تر زندہ زبانوں میں لاتعداد کتابیں لکھی جاچکی ہیں، جن میں سے کچھ کتابیں مختصر ہیں تو کچھ کا دائرہ متوسط جب کہ کچھ ضخیم اور مطول ہیں، جن کے اندر نبی رحمت ﷺ کی زندگی کے ہر ہر گوشے پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے اور آج بھی متنوع انداز میں آپ کی سیرتِ طیبہ پر کتابیں لکھنے کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت یہ متبرک سلسلہ جاری رہے گا۔ إن شاء اللہ

اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی سیرت و شمائلِ نبوی پر مشتمل آپ کے ہاتھ میں موجود یہ مختصر کتابچہ بھی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے حالات و کوائف، معمولات اور اخلاق و عادات وغیرہ کو معروف و متداول کتبِ احادیث و سیرت کی مدد سے سوال وجواب کے طرز پر مختصر انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

یہ مختصر کتابچہ دراصل چودہ پندرہ سال کے بچوں کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے، اس لیے اس کی جمع و ترتیب میں اوّلین ترجیح یہ رہی ہے کہ اختلافات سے قطعِ نظر سیرتِ نبوی سے متعلق تمام تر چھوٹی بڑی معتمد و مستند بنیادی باتیں مختصر اور قدرے مفصل و جامع انداز میں آجائیں تاکہ طلبہ اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور پھر نبوی زندگی سے متعلق جان کاری حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی بھی اسی طرح ڈھالنے کی کوشش کریں۔ عزیز بچوں کی آسانی کے لیے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان عبارات اور جملے آسان اور سلیس رہیں، مشکل الفاظ وتراکیب نہ استعمال کیے جائیں، تاہم کتاب میں وارد جہاں بھی مشکل الفاظ کا استعمال ناگزیر طور پر ہو گیا ہے، کتاب کے آخر میں اُن الفاظ کے معانی بھی درج کر دیے گئے ہیں تاکہ مفہوم سمجھنے میں کوئی پریشانی نہ رہے، اسی طرح حاشیہ میں بھی بعض اہم امور کی قدرے وضاحت کر دی گئی ہے اور کتاب کے اندر بعض اہم

مقامات پر حوالہ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ محترم اساتذۂ کرام اگر ضرورت محسوس کریں تو اس کی طرف رجوع کر کے اس کی مزید تفصیل بچوں کے گوش گزار کر سکیں۔

اس مختصر کتابچہ کو بچوں کے معیار کے مطابق بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، پھر بھی بشری تقاضے کے تحت اگر کہیں کسی بھی طرح کی کوئی کمی یا غلطی نظر آئے تو اہلِ علم حضرات سے خصوصی طور پر التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔

ویسے تو یہ کتاب چھوٹے بچوں کے لیے تیار کی گئی ہے، مگر ہمیں قوی امید ہے کہ کم پڑھے لکھے افراد بلکہ ہر طبقہ کے لیے ان شاء اللہ یہ کتاب مفید ثابت ہو گی۔ اس لیے والدین و ذمہ داران حضرات اور محترم اساتذۂ کرام سے بصد خلوص و احترام گزارش ہے کہ اپنے بچوں اور طلبہ کو سیرتِ نبوی سے متعلق یہ بنیادی باتیں ضرور ازبر کرائیں اور اُنھیں اپنے قول و کردار سے نبوی اوصاف و خصائل کا عادی و خوگر بنائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین!

سوال و جواب پر مشتمل اس مختصر کتابچہ کو "مکتبۃ السلام" کے رکن رکین میرے بڑے بھائی مولانا جمشید عالم عبد السلام سلفؔی حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے، اس کے نفع کو عام کرے اور اس کی تیاری و طباعت میں حصہ لینے والے تمام لوگوں کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنائے اور ہم تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کو پڑھنے، سمجھنے، اُسے فروغ دینے اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وسلم تسلیما کثیرا

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم کتاب و سنت

محبوب عالم عبد السلام سلفؔی

مدیر: مکتبۃ السلام انتری بازار، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا

یکم نومبر ۲۰۲۳ء بروز بدھ

عرضِ مرتب

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علىٰ أشرف الأنبياء وسيد ولد آدم نبينا وحبيبنا محمد المصطفىٰ وعلىٰ آله المجتبىٰ وصحبه الأخيار ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين أمابعد :

پیارے نبی ﷺ کی سیرت وحالاتِ زندگی پر یوں تو چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، لکھی جارہی ہیں اور تا قیامت لکھی جاتی رہیں گی، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور ان کی تعلیمات و پیغام سے ہمارا ایمانی رشتہ جڑا ہوا ہے۔ یہ مختصر کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں پیغمبر عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے حالات اور سیرت و شمائل کو مختصر طور پر سوال و جواب کی صورت میں معتبر و مستند حوالوں کی مدد سے یکجا کیا گیا ہے اور اس کے لیے آسان زبان اور سادہ اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے تاکہ چھوٹی عمر کے بچے و بچیاں اور کم پڑھے لکھے لوگ بھی اسے پڑھ اور سمجھ سکیں اور اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ سوالات کے انتخاب کے لیے اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ سیرت و شمائلِ نبوی کے حوالے سے تمام تر بنیادی باتیں آجائیں اور کوئی اہم بات چھوٹنے نہ پائے اور اسے پڑھنے کے بعد طلبہ اپنے رہبر و رہنما، حبیبِ رب دوجہاں ﷺ کے حالاتِ زندگی سے نہ صرف واقف ہو سکیں بلکہ ان سے بھرپور محبت کرنے کی تڑپ دلوں میں پیدا ہو اور زندگی کے تمام تر معاملات میں انھیں اپنا آئیڈیل و نمونہ بنانے کا جذبہ فروغ پائے۔ اللہ اس مقصد کو پورا فرمائے۔ آمین!

اللہ رب العالمین کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس کی توفیق سے یہ کام انجام پارہا ہے۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد و ثنا اور شکر گزاری کے بعد اپنے ان تمام احباب و اخوان کا ممنون ہوں کہ جنھوں نے کسی بھی طرح سے اس کتاب کی تیاری و اشاعت میں حصہ لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو کامیاب بنائے، اسے شرفِ قبولیت سے نوازے، اس کے نفع کو عام فرمائے اور اسے ہم لوگوں کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جمشید عالم عبد السلام سلفی

۲۶/ اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سوال نمبر ۱: پیارے نبی ﷺ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ بروز سوم ۹/ربیع الاول سنہ ۱ "عام الفیل" کو صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے عرب کے ایک مشہور شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ عیسوی سن کے حساب سے یہ ۲۲/اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی۔ [رحمۃ للعالمین ۱/۴۰]

سوال نمبر ۲: عام الفیل کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس سال پیارے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی، اسی سال یمن کے گورنر ابرہہ حبشی نے خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لیے ایک بڑے لشکر اور نو ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی تھی تاکہ یمن کے شہر صنعاء کے اندر اُس کے بنائے ہوئے گرجاگھر کی طرف لوگ حج کے لیے جائیں، مگر اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی اور اللہ نے ابابیل پرندوں کا لشکر بھیج کر اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اسی واقعے کی مُناسبت سے اس سال کو "عام الفیل" یعنی ہاتھی والا سال کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۳: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت اہلِ عرب اور پوری دنیا والوں کی حالت کیسی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پیدائش کے وقت اہلِ عرب اور پوری دنیا کے لوگ شرک و بت پرستی، اوہام و خرافات اور کفر و جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، ان کے درمیان فتنہ و فساد، قتل و خوں ریزی، لوٹ مار اور آپسی جھگڑے عروج پر تھے، قدیم آسمانی کتابوں مثلاً تورات، انجیل، زبور وغیرہ میں بھی تحریف کر کے ان کی تعلیمات سے منہ موڑ لیا گیا تھا، تاہم بعض عرب قبائل اور افراد کے اندر کچھ اچھی صفات اور انسانیت پائی جاتی تھی۔

سوال نمبر ۴: پیارے نبی ﷺ کا نام کس نے اور کیا رکھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے دادا عبد المطلب نے آپ کا نام محمد اور امی جان نے آپ کا نام احمد رکھا۔ پیارے نبی ﷺ کے اور بھی نام ہیں۔ مثلاً: العَاقِب، الحَاشِر، الْمَاحِي، الفَاتِح، الْمُقْفِي، البَشِير وغیرہ۔

سوال نمبر ۵ : کیا پیارے نبی ﷺ کا نام قرآن میں آیا ہے؟

جواب: جی ہاں، پیارے نبی ﷺ کا نام "محمد" قرآن میں چار مرتبہ اور "احمد" ایک مرتبہ آیا ہے۔

سوال نمبر ٦ : پیارے نبی ﷺ کے ابو اور امی کا نام بتاؤ؟

جواب : پیارے نبی ﷺ کے ابو کا نام عبد اللہ اور امی کا نام آمنہ تھا۔

سوال نمبر ۷ : پیارے نبی ﷺ کے نانا، نانی اور دادی کا نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے نانا کا نام وہب، نانی کا نام بَرَّکہ اور دادی کا نام فاطمہ تھا۔

سوال نمبر ۸ : پیارے نبی ﷺ کا متّفق علیہ حسب و نسب بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا متفق علیہ حسب و نسب یہ ہے: محمد (ﷺ) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیٰ بن کلاب بن مُرَّہ بن کَعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعد بن عَدنان۔ [زاد المعاد ۱/ ۷۰]

سوال نمبر ۹ : پیارے نبی ﷺ کا خاندان کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا خاندان روئے زمین کا سب سے اعلیٰ خاندان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے کِنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے منتخب فرمایا اور کِنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا۔" [صحیح مسلم:٦ ۲۲۷]

سوال نمبر ۱۰ : پیارے نبی ﷺ کے ابو اور امی کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے ابو کی وفات پچیس برس کی عمر میں مدینہ میں ہوئی، اس وقت آپ ﷺ ماں کے پیٹ میں تھے اور جب آپ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو مقامِ ابواء میں امی کا انتقال ہوا۔

سوال نمبر ۱۱: پیارے نبی ﷺ نے کن کن کا دودھ پیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے اپنی امی کا دودھ پیا، پھر دو تین دنوں تک ابو لہب کی لونڈی ثُوَیْبَہ کا دودھ پیا اور پھر دائی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا۔

سوال نمبر ۱۲ : پیارے نبی ﷺ کو دودھ پینے اور بچپن کے ایام گزارنے کے لیے دائی حلیمہ

سعدیہ کے یہاں کیوں بھیجا گیا؟ وہاں آپ کتنے سالوں تک رہے؟

جواب: مکہ کے بڑے اور شریف گھرانوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے دودھ پیتے بچوں کو دودھ پلانے والی کسی دیہاتی عورت کے حوالے کر دیتے تھے تاکہ ان کا بچہ اچھی اور کھلی آب و ہوا میں پرورش پائے اور فصیح زبان بولنے کا عادی ہو جائے۔ دستور کے مطابق اسی مقصد کے لیے پیارے نبی ﷺ کو بھی دائی حلیمہ سعدیہ کے یہاں بھیجا گیا، وہاں آپ چار سالوں تک رہے۔

سوال نمبر ۱۳ : دائی حلیمہ کے یہاں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: جن دنوں آپ ﷺ دائی حلیمہ کے یہاں تھے، اللہ کے حکم سے جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کا سینہ چاک کیا اور دل نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس واقعے کو ''شَقِّ صدر'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ [صحیح مسلم: ۱۶۲، مسند احمد: ۱۲۵۰۶]

سوال نمبر ۱۴ : دوسری مرتبہ پیارے نبی ﷺ کا سینۂ مبارک کب چاک کیا گیا؟

جواب: دوسری مرتبہ سفر معراج کے موقع پر خانۂ کعبہ کے پاس جبریل علیہ السلام نے پیارے نبی ﷺ کا سینۂ مبارک اوپر سے ناف تک چاک کیا، آپ کا دل نکالا اور ایمان و حکمت سے بھری ہوئی سونے کی پلیٹ میں رکھ کر زمزم سے دھویا اور پھر اُسے ایمان و حکمت سے بھر کر واپس اُسی جگہ رکھ دیا۔ [صحیح بخاری: ۳۲۰۷، صحیح مسلم: ۱۶۴]

سوال نمبر ۱۵ : پیارے نبی ﷺ کی پرورش کس طرح ہوئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پرورش والدہ کی وفات کے بعد دادا عبد المطلب کی دیکھ ریکھ میں اور ان کی وفات کے بعد چچا ابو طالب کی دیکھ ریکھ میں یتیمی کی حالت میں ہوئی اور اُن دنوں میں دایہ کا فریضہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے انجام دیا۔

سوال نمبر ۱۶ : اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ پیارے نبی ﷺ سے ان کا کیا تعلق تھا؟

جواب: ام ایمن رضی اللہ عنہا پیارے نبی ﷺ کی دایہ تھیں، جنھیں آپ نے اپنے والد سے ورثہ میں پایا تھا، ان کا نام بَرَکہ حبشیہ تھا، اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بچپن میں گود کھلایا تھا اور آپ

کی خوب خدمت کی تھی، نبی ﷺ نے ان کی شادی اپنے چہیتے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کروائی تھی، جن سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

سوال نمبر۱۷ : پیارے نبی ﷺ کا بچپن کیسا تھا؟

جواب : پیارے نبی ﷺ بچپن ہی سے انتہائی نیک، شریف، فرماں بردار، سلیقہ مند، سنجیدہ اور سچ بولنے والے تھے۔ آپ نے نہ کبھی جھوٹ بولا، نہ کسی کو گالی دی، نہ وعدہ خلافی کی، نہ کبھی جاہلیت کے بُرے کاموں میں شریک ہوئے، نہ بُرے لوگوں کو دوست بنایا اور نہ بُری مجلسوں کے قریب گئے۔

سوال نمبر۱۸: دادا عبد المطلب کی وفات کے وقت نبی ﷺ اور دادا عبد المطلب کی عمر کتنی تھی؟

جواب: دادا عبد المطلب کی وفات کے وقت نبی ﷺ کی عمر ۸ سال ۲ مہینے ۱۰ دن کی تھی اور دادا عبد المطلب کی عمر وفات کے وقت ۸۲ برس کی تھی۔ [پیغمبر عالم ص:۹۶]

سوال نمبر۱۹ : پیارے نبی ﷺ کے کتنے چچا اور کتنی پھوپھیاں تھیں؟ سبھوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے گیارہ چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں۔ **چچاؤں کے نام یہ ہیں:** ❶ حمزہ ❷ عباس ❸ ابو طالب، ان کا نام عبد مناف تھا۔ ❹ ابو لہب، اس کا نام عبد العزّیٰ تھا۔ ❺ زبیر ❻ عبد الکعبہ ❼ مُقوِّم ❽ ضِرار ❾ قُثَم ❿ مغیرۃ، اس کا لقب حجل تھا۔ ⓫ غَیداق، اس کا نام مصعب تھا۔ **پھوپھیوں کے نام یہ ہیں:** ❶ صفیہ ❷ عاتکہ ❸ بَرَّہ ❹ اَرویٰ ❺ اُمیمہ ❻ اُم حکیم البیضاء [زاد المعاد ۱/ ۱۰۱-۱۰۲]

سوال نمبر۲۰ : پیارے نبی ﷺ کے مسلمان ہونے والے چچاؤں اور پھوپھیوں کے نام بتاؤ؟

جواب : پیارے نبی ﷺ کے صرف دو چچا: حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے اور صرف دو پھوپھیاں: صفیہ اور اَرویٰ رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئیں۔ [زاد المعاد ۱/ ۱۰۲]

سوال نمبر۲۱ : جنگ فجار کب پیش آئی، اس کا پس منظر کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: جنگِ فِجار ماہ ذی قعدہ ۲۰ سنہ عام الفیل میں قبیلۂ قریش و کِنانہ اور قبیلۂ قیس عَیلان کے درمیان ہوئی، جو زمانۂ جاہلیت کی بڑی مشہور جنگ مانی جاتی ہے۔ اس جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ بنو کِنانہ کے

بَرَّاض نامی ایک شخص نے قیس عَیلان کے تین آدمیوں کو قتل کر دیا تھا، اس کی خبر جب بازارِ عُکاظ میں پہنچی تو فریقین بھڑک اٹھے اور دونوں قبیلے اپنے اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر آپس میں لڑ پڑے۔ پیارے نبی ﷺ بھی اس جنگ میں شریک ہوئے تھے، مگر لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا بلکہ صرف دشمن کے پھینکے ہوئے تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ جنگ کے آخر میں دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوئی اور اس کے بعد اسی حرمت والے مہینے میں امن وامان قائم کرنے کے لیے "حِلفُ الفُضول" نامی معاہدہ طے ہوا۔

سوال نمبر ۲۲ : "حِلفُ الفُضول" کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنگِ فِجار کے بعد ۵۹۰ سنہء میں قریش کے تمام اہم قبیلوں نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ وہ ہر مظلوم کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور حق داروں کو ان کا حق دلوا کر رہیں گے۔ اسی مُعاہَدے کا نام "حِلفُ الفُضول" ہے۔ پیارے نبی ﷺ اس معاہدے میں شریک تھے، آپ نے اسے "حِلْفُ المُطَیِّبین" بھی کہا ہے۔ [مسند احمد: ۱۶۷۶، ۱۶۵۵]

سوال نمبر ۲۳ : روز گار کے لیے پیارے نبی ﷺ نے کون سا پیشہ اختیار کیا؟

جواب: روزگار کے لیے پیارے نبی ﷺ نے بچپن میں بکریاں چرانے کا پیشہ اختیار کیا۔ خود آپ نے فرمایا کہ اللہ کے تمام نبیوں نے بکریاں چَرائی ہیں، کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ [صحیح بخاری: ۲۲۶۲] اور جوانی کی عمر میں جب کاروبار سنبھالنے کے لائق ہوئے تو تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور اس کے لیے شام ویمن وغیرہ کا سفر بھی کیا۔

سوال نمبر ۲۴ : پیارے نبی ﷺ نے تجارت کے لیے شام کا سفر کب اور کتنی مرتبہ کیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے تجارت کی غرض سے پہلی مرتبہ بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملکِ شام کا سفر کیا اور دوسری مرتبہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ پچیس سال کی عمر میں شام کا سفر کیا، اس سفر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرَہ بھی ساتھ میں تھے۔

سوال نمبر ۲۵ : ملکِ شام کے پہلے سفر میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: ملکِ شام کے پہلے سفر میں یہ اہم واقعہ پیش آیا کہ وہاں بُحَیْرا نام کے ایک راہب سے

ملاقات ہوئی اور اس نے آپ ﷺ میں نبوت کی علامات کو دیکھ کر قافلے والوں کو خبر دی کہ آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور اللہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنائے گا۔[سنن ترمذی:۳۶۲۰]

سوال نمبر۲۶: پیارے نبی ﷺ کی تجارت کیسی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی تجارت امانت و دیانت، صِدق وصفا اور ایفائے عہد پر قائم تھی۔ آپ نے نہ کسی کو دھوکا دیا اور نہ کبھی بے ایمانی کی، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ آپ نے معاملہ کیا وہ آپ کی امانت و دیانت کے گُن گاتے تھے اور تجارت کے لیے اپنا مال پیش کرتے تھے۔

سوال نمبر ۲۷ : پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے کس خاتون سے شادی کی؟ اس وقت آپ ﷺ اور اُن کی عمر کتنی تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے سیدہ خدیجہ بنت خُویلد رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور اس وقت آپ کی عمر پچیس سال اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ [اخبار مکۃ للازرقی ۲/۱۹۹] [1]

سوال نمبر ۲۸ : پیارے نبی ﷺ کی شادی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیسے طے پائی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی امانت و شرافت، حُسنِ اخلاق اور سچائی کا تذکرہ یوں تو پورے مکہ میں تھا، مگر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے شام کے سفر سے واپسی کے بعد جب آپ کے حُسنِ اخلاق وغیرہ کی تعریف فرمائی تو شرافت و سچائی کی بنیاد پر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مکہ کے دیگر سرداروں کے آئے ہوئے پیغامِ نکاح کو ٹھکرا دیا اور آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا، چناں چہ آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نیکی اور سچائی کو دیکھتے ہوئے عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اپنے چچاؤں کے مشورے سے ان کے پیغامِ نکاح کو قبول فرمایا اور دونوں خاندانوں کی رضامندی کے بعد ان سے شادی کر لی۔

سوال نمبر۲۹ : خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسی خاتون تھیں؟ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی نیک و پارسا، نہایت صابرہ و شاکرہ اور حوصلہ مند خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] شادی کے وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں مشہور قول ۴۰/ سال کا ہے، میرے استاذ علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ نے از روئے تحقیق اسی قول کو راجح و منقح قرار دیا ہے۔[سیرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ص:۴۳] تاہم بعض محققین کے نزدیک شادی کے وقت ان کی عمر ۲۸/ سال تھی۔ اسی طرح ۲۵ سال / ۳۵ سال اور ۴۵/ سال کا قول بھی منقول ہے۔

جبریل علیہ السلام کے ذریعہ ان کو سلام بھیجا تھا اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو ان کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا، وہ آپ کے ہر دُکھ سُکھ میں شریک رہیں اور اپنی جان و مال کو آپ پر نچھاور کر دیا۔

سوال نمبر ۳۰ : خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بچے اور کتنی بچیاں ہوئیں؟ ہر ایک کے نام بتاؤ؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بچے اور چار بچیاں ہوئیں۔ **بچوں کے نام یہ ہیں:** ❶ قاسم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم اِنھیں سے ہے، یہ دو سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ ❷ عبد اللہ، ان کا لقب طیّب اور طاہر تھا، یہ بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ **بچیوں کے نام یہ ہیں:** ❶ زینب، ❷ رقیہ، ❸ ام کلثوم ❹ فاطمہ۔ سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہ ساری بیٹیاں بھی شادی شدہ زندگی گزار کر آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو چکی تھیں، تمام بچیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔

سوال نمبر ۳۱ : کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور بیوی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہوئی؟

جواب: خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ماریہ قِبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

سوال نمبر ۳۲ : پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پینتیس سال کے ہوئے تو مکہ میں کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پینتیس سال کے ہوئے تو خانۂ کعبہ کی عمارت میں حجرِ اسود نصب کرنے کا معاملہ پیش آیا۔ دراصل ایک زور دار سیلاب آنے کی وجہ سے خانۂ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئی تھیں، اس لیے مکہ والوں نے نئے سرے سے اس کی تعمیر شروع کی، لیکن حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے کے سلسلے میں اختلاف ہو گیا، ہر قبیلے نے کہا کہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ رکھنے کے ہم زیادہ حق دار ہیں، طے یہ ہوا کہ جو سب سے پہلے حرم میں آئے وہی حَکَم ہو گا، اتفاق کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کو حَکَم بنایا گیا، چناں چہ آپ نے بڑی حکمت کے ساتھ قبائل کے سرداروں کی مدد سے حجرِ اسود کو اس کے مقام پر لگا دیا، جس سے قبائل کا آپسی اختلاف ختم ہو گیا۔

سوال نمبر ۳۳ : نبی بنائے جانے سے پہلے پیارے نبی ﷺ کیسے انسان تھے؟

جواب : نبی بنائے جانے سے پہلے بھی پیارے نبی ﷺ نہایت بااخلاق و باکردار، انتہائی شریف و امانت دار، وعدے کے پکے، قول کے سچے، حق پرست، مظلوموں اور مجبوروں کا ساتھ دینے والے انسان تھے، حتیٰ کہ جانی دشمن بھی آپ کی شرافت اور کردار کی بلندی کے قائل تھے، اسی لیے وہ آپ کو امین اور صادق کے لقب سے پکارتے تھے۔

سوال نمبر ۳۴ : پیارے نبی ﷺ کو کب اور کہاں نبوت ملی؟

جواب : پیارے نبی ﷺ کو ۲۱/رمضان المبارک بروز سوم مطابق ۱۰/اگست ۶۱۰ء کو چالیس سال چھ ماہ اور بارہ دن کی عمر میں غارِ حرا کے اندر نبوت ملی۔ [پیغمبر عالم ص:۱۱۰]

سوال نمبر ۳۵ : پیارے نبی ﷺ پر سب سے پہلے قرآن کریم کی کون سی آیتیں اتریں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ پر سب سے پہلے غارِ حرا کے اندر سورۂ علق کی یہ پانچ آیتیں جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اُتریں اور اسی کے ساتھ آپ ﷺ کو نبی بنایا گیا: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۞ اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ ترجمہ: ”اپنے رب کے نام سے پڑھ، جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ساتھ سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“ [صحیح بخاری:۳، صحیح مسلم:۱۶۰]

سوال نمبر ۳۶ : جب پیارے نبی ﷺ ڈرے سہمے غارِ حرا سے واپس ہوئے تو کس نے اور کیسے دلاسا دیا؟

جواب : جب پیارے نبی ﷺ ڈرے سہمے غارِ حرا سے گھر واپس ہوئے تو آپ کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دلاسا دیا اور جب آپ نے کہا کہ: ”مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔“ تو انھوں نے بھرپور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ”آپ مطمئن رہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق پر رہ کر مصیبتیں اٹھانے والوں کی مدد کرتے ہیں۔“ [صحیح بخاری:۳، صحیح مسلم:۱۶۰]

سوال نمبر ۳۷ : نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کس کے پاس لے گئیں اور انھوں نے آپ ﷺ سے کیا کہا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے چچیرے بھائی وَرَقہ بن نَوفَل کے پاس لے گئیں، وہ ایک عیسائی عالم تھے، (جب انھوں نے سارا واقعہ سنا تو پہچان گئے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں، کیوں کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں آخری نبی کے آنے کی نشانیاں پڑھ رکھی تھیں۔) انھوں نے آپ سے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا، کاش! میں اس وقت جوان رہتا، کاش! میں اس وقت زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔ یہ سن کر پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! سب پیغمبروں کے ساتھ یہی ہوا ہے اور اگر میں اس وقت زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ [صحیح بخاری:۳، صحیح مسلم:۱۶۰]

سوال نمبر ۳۸ : سب سے پہلے کون لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا، نو عمر بچوں میں علی رضی اللہ عنہ، مردوں میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

سوال نمبر ۳۹ : نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ کا آغاز کہاں سے فرمایا؟

جواب: نبوت ملنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے تبلیغ کا آغاز اپنے گھر، خاندان اور قریبی رشتہ داروں سے فرمایا۔

سوال نمبر ۴۰ : پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے عَلَانیہ تبلیغ کہاں کی؟ لوگوں کا برتاؤ کیسا رہا؟

جواب : پیارے نبی ﷺ نے سب سے پہلے صفا پہاڑی پر چڑھ کر عَلَانیہ تبلیغ کی، لوگوں نے آپ کے ساتھ انتہائی بُرا سلوک کیا اور نازیبا باتیں کہہ کر آپ کا مذاق اُڑایا۔ آپ کا چچا ابو لہب بُرا بھلا کہنے میں سب سے آگے تھا، چناں چہ اسی موقع پر سورۂ لہب نازل ہوئی۔ [صحیح بخاری:۴۷۷۰]

سوال نمبر ۴۱: مکہ میں پیارے نبی ﷺ کی دعوت کا طریقہ کیا تھا؟

جواب: مکہ میں پیارے نبی ﷺ کی دعوت کا طریقہ یہ تھا کہ ابتدائی تین سالوں تک خُفیہ طور پر دعوت دیتے رہے، پھر اللہ کے حکم سے کھلم کھلا دعوت دینے لگے اور جہاں کہیں کوئی مجمع

نظر آتا انھیں اسلام کی دعوت دیتے۔ مکی زندگی کے آخری دور میں مکہ سے باہر نکل کر مختلف قبیلوں اور جماعتوں میں جاکر اسلام کی دعوت کو عام کرنے کی کوشش کی۔

سوال نمبر ۴۲: پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ والوں کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ مکہ والوں کا برتاؤ بہت ظالمانہ تھا، وہ آپ کو پاگل، جادوگر، کاہن اور شاعر کہتے تھے، سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کے اوپر کبھی اوجھڑی ڈال دیتے، کبھی کپڑے سے لپیٹ کر گلا گھوٹنے کی کوشش کرتے اور کبھی راستے میں کوڑا کرکٹ ڈال دیتے اور جب کوئی نیا نیا مسلمان ہوتا تو اسے اسلام سے پھیرنے کی بڑی کوشش کرتے اور اس پر ظلم کے پہاڑ توڑتے، اسے مارتے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیتے، کسی کو چلچلاتی دھوپ میں ریت پر لٹا کر اوپر سے بھاری پتھر رکھ دیتے، کسی کو چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتے، کسی کو دہکتے انگاروں پر لٹا دیتے اور کسی کو رسی میں باندھ کر گھسیٹتے اور مارنے کے لیے اَوباشوں کے حوالے کر دیتے۔ وغیرہ

سوال نمبر ۴۳: مکی زندگی میں پیارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف کس نے دی؟

جواب: مکی زندگی میں پیارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف ابوجہل، ابولہب اور ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل نے دی اور یہ تینوں بہت بُری طرح سے ہَلاک ہوئے۔

سوال نمبر ۴۴: پیارے نبی ﷺ کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز کون سی جگہ تھی اور اسے دعوت و تبلیغ کا مرکز کب اور کیوں بنایا گیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز "دارِ ارقم" یعنی ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، جو کوہِ صفا پر واقع تھا۔ کھلم کھلا دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں جب کُفّارِ مکہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا تب آپ نے ۵ سنہ نبوی میں "دارِ ارقم" کو خفیہ دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔

سوال نمبر ۴۵: ہجرت کسے کہتے ہیں؟ مسلمانوں نے سب سے پہلے کب اور کس علاقے کی طرف ہجرت کی اور ان کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: دین و ایمان کی حفاظت اور اللہ کی رَضا کے لیے اپنا گھر بار اور وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانے

کو ہجرت کہتے ہیں۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے ماہِ رجب ۵؁ نبوی میں ملکِ حبشہ کی طرف ہجرت کی، ہجرت کرنے والے مردوں کی تعداد بارہ اور عورتوں کی تعداد چار تھی، جن میں پیارے نبی ﷺ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اور داماد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سوال نمبر ۴۶: پیارے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم کیوں دیا؟

جواب: کفارِ مکہ نے جب دیکھا کہ مختلف طرح کی تکلیفیں دینے کے باوجود مسلمانوں کی تعداد گھٹنے کے بجائے دن بدن بڑھتی ہی جارہی ہے تو اُنھوں نے مزید تکلیف دینا شروع کر دیا، جس سے مسلمانوں کی آزمائش اور زیادہ بڑھ گئی، اس لیے نبی ﷺ نے دین و ایمان اور جان و مال کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی، کیوں کہ وہاں کا بادشاہ اصحمہ بن اَبجَر نَجاشی ایسا عادل بادشاہ تھا، جس کے سامنے کسی پر ظلم نہیں کیا جاسکتا تھا۔

سوال نمبر ۴۷ : دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب کتنے لوگوں نے ہجرت کی؟ ان کی واپسی کے لیے کفارِ مکہ نے کیا طریقہ اپنایا؟

جواب: دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب ۸۳ / مرد اور ۱۸ / عورتوں نے ہجرت کی۔ اُن کی واپسی کے لیے کفارِ مکہ نے اپنے دو آدمیوں کو قیمتی تحائف دے کر اصحمہ نَجاشی کے پاس بھیجا تاکہ انھیں خوش کر کے مسلمانوں کو دوبارہ مکہ لے آئیں، مگر انصاف پسند بادشاہ اصحمہ نَجاشی نے ان کی ایک نہ سنی اور کفار مایوس ہو کر واپس مکہ چلے آئے۔

سوال نمبر ۴۸ : حبشہ کی جانب دوسری مرتبہ ہجرت کرنے کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: حبشہ کی جانب ہجرت کیے ہوئے ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ حبشہ میں موجود مسلمانوں کے پاس یہ جھوٹی خبر پہنچ گئی کہ مکہ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، اس لیے وہ لوگ واپسی کے لیے تیار ہو گئے اور جب مکہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر تو محض افواہ تھی، لٰہذا کچھ لوگ حبشہ کی جانب پلٹ گئے اور کچھ لوگ کسی کی پناہ لے کر یا چھپ کر مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر تو کفارِ مکہ کا ظلم و ستم واپس ہونے والے مہاجرین اور مکہ کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ بڑھ گیا، اس لیے

پیارے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔

سوال نمبر ۴۹ : نبوت کے چھٹے سال کون سے نامی لوگ مسلمان ہوئے اور اُن سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا؟

جواب: نبوت کے چھٹے سال پیارے نبی ﷺ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور ان کے تین روز بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ ان دونوں کے اسلام لانے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی، ابھی تک مسلمان چُھپ چُھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے، مگر اب کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے لگے۔

سوال نمبر ۵۰ : پیارے نبی ﷺ کے خلاف کفارِ مکہ نے آپس میں کب اور کیا معاہدہ کیا؟

جواب : کفارِ مکہ جب ہر طرح کی کوششوں سے ناکام ہوگئے اور اسلام کو پھیلنے سے نہ روک سکے تو محرم ۷ سنہ نبوی میں پیارے نبی ﷺ کے خلاف آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ: بنو ہاشم اور بنو مُطَّلِب کے لوگ جب تک محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور اُنھیں ہمارے حوالے نہ کر دیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں سب سے بائیکاٹ کیا جائے، ان سے ہر قسم کا لین دین، ملنا جلنا، رشتہ ناطہ بند کر دیا جائے، کوئی چیز نہ ان کے ہاتھ بیچی جائے اور نہ ان سے بات چیت کی جائے۔

سوال نمبر ۵۱ : بائیکاٹ کا یہ معاہدہ کب لکھا گیا اور کب توڑا گیا؟ اس دوران پیارے نبی ﷺ اور آپ کے خاندان والے کہاں ٹھہرے؟

جواب: بائیکاٹ کا یہ معاہدہ محرم ۷ سنہ نبوی میں لکھا گیا اور محرم ۱۰ سنہ نبوی میں توڑا گیا یعنی تین برس تک اس معاہدے پر عمل رہا اور اس دوران پیارے نبی ﷺ اور آپ کے خاندان والے شِعْبِ ابی طالب میں ٹھہرے اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کیں۔

سوال نمبر ۵۲: معاہدہ لکھنے والے کا کیا نام تھا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: معاہدہ لکھنے والے کا نام بَغِیض بن عامر بن ہاشم تھا، نبی ﷺ کی بد دعا سے اس کا ہاتھ شَل ہو گیا تھا۔

سوال نمبر ۵۳ : سیرت نگاروں نے کس سال کو "عام الحُزن" قرار دیا ہے اور کیوں؟

جواب: سیرت نگاروں نے نبوت کے دسویں سال کو "عام الحُزن" (غم کا سال) قرار دیا ہے، اس لیے کہ اُسی سال ۸۰ برس کی عمر میں چچا ابو طالب کی وفات ہوئی اور اس کے دو ماہ یا صرف تین دن بعد ۶۵ سال کی عمر میں رمضان ۱۰ نبوی میں بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھی وفات ہو گئی۔

سوال نمبر ۵۴: ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفارِ مکہ کا رویہ کیسا تھا اور آپ نے دعوت و تبلیغ کے لیے کیا طریقہ اپنایا؟

جواب: ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کفارِ مکہ نے کھل کر آپ کو تکلیف دینا اور ہر طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا، مگر ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مضبوط دنیوی سہارا ٹوٹنے کے باوجود بھی آپ مایوس نہیں ہوئے اور پورے جوش و جذبے کے ساتھ تبلیغِ رسالت اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھا اور مکہ سے باہر نکل کر دور دراز کے علاقوں میں بھی تبلیغ شروع کر دی، آپ طائف تشریف لے گئے اور راستے میں جتنے بھی قبیلے تھے، سب کو اسلام کی دعوت دی اور اس کے بعد بھی مختلف قبائل کے درمیان برابر اسلام کی دعوت پہنچاتے رہے۔

سوال نمبر ۵۵: سفر طائف کی مختصر روداد بیان کرو؟

جواب: ماہِ شوال ۱۰ نبوی میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے لیے طائف گئے اور وہاں دس دنوں تک ٹھہرے، مگر طائف والوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ آپ جب بھی وعظ کے لیے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارتے، جس سے آپ لہولہان ہو جاتے اور خون بہہ بہہ کر جوتے میں جمع ہو جاتا اور پاؤں سے جوتے اتارنا مشکل ہو جاتا، لیکن پھر بھی آپ نے انھیں بد دعا نہیں دی۔

سوال نمبر ۵۶: طائف سے واپسی کے بعد پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس کی امان و نگرانی میں مکہ میں داخل ہوئے؟ اور امان لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جواب: جب تک چچا ابو طالب زندہ تھے آپ ان کی نگرانی میں تھے اور ان کی وفات کے بعد جب کفارِ مکہ کھل کر آپ کو ستانے لگے تو طائف سے واپسی کے بعد آپ نے مختلف قبیلوں کے پاس امان کے

لیے پیغام بھیجا تا کہ کوئی قبیلہ حفاظت و نگرانی کا ذمہ لے لے اور کفار کھلی مخالفت کی ہمت نہ کر سکیں، مگر صرف مُطعِم بن عَدی اور ان کے قبیلے نے آپ کو اپنی حفاظت و نگرانی میں لینے کا ذمہ لیا اور طائف سے واپسی کے بعد آپ انھیں کی امان و نگرانی میں مکہ میں داخل ہوئے۔ [الرحیق المختوم ص:۲۰۶]

سوال نمبر ۵۷: جِنُّوں کی جماعت نے کب اسلام قبول کیا؟

جواب: سفر طائف کے بعد پیارے نبی ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازارِ عُکاظ کی طرف جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ابھی آپ وادیِ نخلہ میں اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ وہاں سے جِنُّوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا، جب انھوں نے قرآن سنا تو کان لگا کر بغور سننے لگے اور پھر اس پر ایمان لے آئے۔ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو سورۂ جِنّ کے نزول سے ہوئی۔ [صحیح بخاری: ۷۷۳، مسلم: ۴۴۹] یہ اہل نصیبین میں سے سات (مرد جنّ) تھے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی قوم کی طرف پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا۔" [جامع البیان ۲۱/۱۶۵] اس کے بعد کئی دفعہ آپ ﷺ کی جنوں سے ملاقات ہوئی اور آپ نے انھیں قرآن سنایا اور پڑھایا۔ [دیکھیے: صحیح مسلم: ۴۵۰، سنن ترمذی: ۳۲۹۱]

سوال نمبر ۵۸ : شقِّ قمر کا واقعہ کب پیش آیا اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: شق قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ مکی زندگی میں ہجرت سے پہلے پیش آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ والوں نے نبی ﷺ سے نبوت کی نشانی کے طور پر چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا مطالبہ کیا اور اللہ کے حکم سے یہ واقعہ ظاہر ہوا، پھر بھی ان لوگوں نے آپ کی تصدیق نہیں کی۔ [دیکھیے: صحیح بخاری: ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰]

سوال نمبر ۵۹ : سب سے پہلے مدینہ کے کتنے لوگ اور کب مسلمان ہوئے؟

جواب: سب سے پہلے مدینہ کے چھ لوگ موسمِ حج کے موقع پر ۱۱ نبوی میں مسلمان ہوئے۔

سوال نمبر ۶۰ : بیعتِ عَقَبہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: بیعتِ عَقَبہ سے مراد وہ بیعت ہے، جو مدینہ کے مسلمانوں نے حج کے موسم میں مکہ آکر

عقَبہ کے مقام پر نبی ﷺ کے ہاتھ پر کیا تھا۔

سوال نمبر ۶۱ : پہلی بیعتِ عقبہ کب ہوئی؟ کتنے لوگوں نے بیعت کی؟ اور کس بات پر بیعت کی؟

جواب : پہلی بیعتِ عقبہ ۱۲ سنہ نبوی کے موسمِ حج میں ہوئی اور یہ وَفْد ۱۲ / لوگوں پر مشتمل تھا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، چوری اور زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے، کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے اور ہر اچھی بات میں نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ [صحیح بخاری:۱۸]

سوال نمبر ۶۲ : پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں مسلمانوں کی تعلیم اور وہاں اسلام کی تبلیغ کے لیے کسے سفیر بنا کر بھیجا اور اُن کی تبلیغ سے کون لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: پہلی بیعتِ عقبہ کے بعد پیارے نبی ﷺ نے مدینہ میں مسلمانوں کی تعلیم اور اسلام کی تبلیغ کے لیے مُصْعَب بن عمیر ؓ کو وہاں کا سفیر بنا کر بھیجا، ان کی تبلیغ سے ایک ہی سال کے اندر بنو نَجّار اور بنو اَشْہَل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

سوال نمبر ۶۳ : دوسری بیعتِ عقبہ کب ہوئی؟ اس میں کتنے لوگ شریک تھے؟ اور انھوں نے پیارے نبی ﷺ سے کیا عہد و پیمان کیا؟

جواب: دوسری بیعتِ عقبہ ۱۳ سنہ نبوی کے موسمِ حج میں ہوئی اور اس وفد میں ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں شریک تھیں۔ ان لوگوں نے پیارے نبی ﷺ سے مدینہ چلنے کے لیے کہا جسے آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور انھوں نے چستی و سستی ہر حالت میں نبی ﷺ کی اطاعت کرنے، تنگی و خوش حالی ہر حال میں مال خرچ کرنے، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے، حق کے بارے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرنے اور آپ کی مدد و حفاظت کرنے کا عہد و پیمان لیا۔ [مسند احمد:۱۴۴۵۶]

سوال نمبر ۶۴: اِسراء و معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟ اور اللہ کی طرف سے کیا تحفہ ملا؟

جواب: اسراء و معراج کا واقعہ مکی زندگی کے آخری دور میں ہجرتِ مدینہ سے پہلے پیش آیا[1] اور

---

[1] معراج کب ہوئی اس بارے میں سیرت نگاروں کا شدید اختلاف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ معراج ۱۰ سنہ نبوت کے

اللہ کی طرف سے پانچ فرض نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور شرک سے پاک مسلمانوں کی مغفرت کا وعدہ تحفے میں ملیں۔ [صحیح مسلم:۱۷۳]

سوال نمبر ٦٥ : "اِسراء" اور "معراج" کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسراء "سیر" سے ہے یعنی رات کے وقت زمین پر چلنا اور معراج "عروج" سے ہے یعنی اوپر چڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پیارے نبی ﷺ کو رات کے کچھ حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے "سِدرۃ المنتہیٰ" [1] تک کی سیر کرائی تھی، اسی سفر کو "اسراء" اور "معراج" کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ٦٦: کیا "اِسراء" اور "مِعراج" میں کچھ فرق ہے؟

جواب: جی ہاں! مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا نام "اِسراء" ہے، جہاں پہنچنے کے بعد نبی ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی تھی۔ نیز مسجد اقصیٰ اور ساتوں آسمانوں سے ہوتے ہوئے "سدرۃ المنتہیٰ" تک کے سفر کا نام "معراج" ہے۔ ویسے عام طور پر اس پورے سفر کو "مِعراج" کے نام سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ٦٧: کیا "اِسراء" اور "مِعراج" ایک ہی رات میں ہوئی تھی؟

جواب: جی ہاں! "اِسراء" اور "مِعراج" ایک ہی رات میں ہوئی تھی یعنی جس رات نبی ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا اسی رات کو "معراج" بھی ہوئی۔

سوال نمبر ٦٨ : معراج جسمانی ہوئی یا روحانی؟ اور اس موقع پر پیارے نبی ﷺ کی ملاقات ساتوں آسمانوں پر کن انبیائے کرام علیہم السلام سے ہوئی؟

بعد ہی کسی سنہ میں واقع ہوئی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الرحیق المختوم ص:۲۱۹، پیغمبر عالم ص:۱۳۷)

[1] "سِدْرة" کے معنیٰ بیری کا درخت اور "المُنْتَهَى" کے معنیٰ انتہا کی جگہ ہے۔ "سِدْرة المُنْتَهَى" ساتویں آسمان پر بیری کا ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آگے جانے کی اجازت فرشتوں کو بھی نہیں ہے۔ پیارے نبی ﷺ کو اس مقام پر جانے کا شرف حاصل ہوا اور اسی مقام پر معراج کی رات رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔

جواب: معراج بیداری کی حالت میں روح سمیت جسمانی طور پر ہوئی۔ پہلے آسمان پر سیدنا آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان پر سیدنا عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام سے، تیسرے آسمان پر سیدنا یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر سیدنا ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر سیدنا ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ [صحیح بخاری:۳۲۰۷]

سوال نمبر ٦٩: کس سواری پر سوار ہو کر پیارے نبی ﷺ نے اسراء اور معراج کا سفر کیا اور اس سفر میں آپ نے کیا کیا دیکھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے ساتھ بُراق پر سوار ہو کر اسراء و معراج کا سفر کیا۔ بیت المُقدِس میں انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کرائی اور مختلف آسمانوں پر مختلف انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی، نہر کوثر، بیتِ معمور اور جنت و جہنم کے مناظر دیکھے، آسمانی عجائب اور سِدرۃ المنتہیٰ کا مشاہدہ کیا اور اپنے رب سے گفتگو کی۔ [صحیح بخاری:۳۲۰۷، صحیح مسلم:۱۶۴]

سوال نمبر ۷۰ : پیارے نبی ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کی کل مدت کتنی ہے؟ نیز نبوت ملنے کے بعد مکہ میں کتنے برس تک رہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی مکی زندگی کی کل مدت ۵۳ سال اور مدنی زندگی کی کل مدت ۱۰ سال ہے۔ نیز نبوت ملنے کے بعد مکہ میں تقریباً ۱۳/ برس تک رہے۔ [صحیح بخاری:۳۸۵۱]

سوال نمبر ۷۱ : ہجرتِ مدینہ سے پہلے کفارِ مکہ نے پیارے نبی ﷺ کے خلاف کیا منصوبہ بنایا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: ہجرتِ مدینہ سے پہلے کفارِ مکہ نے آپسی مشورے اور اتفاق سے پیارے نبی ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ہر قبیلہ سے ایک ایک بہادر نوجوان کو لیا کہ وہ آپ کے گھر کو گھیر لیں اور جیسے ہی آپ گھر سے باہر نکلیں وہ ایک ساتھ آپ پر حملہ کر کے آپ کا خاتمہ کر دیں۔ اللہ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ آپ کو کفار کے اس پلان سے باخبر کیا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تیاری بنائی، رات کو اپنے بستر پر علی رضی اللہ عنہ کو لٹا کر نہایت

اطمینان کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور مکہ کے شمال مشرق میں ۴۵۰ کلو میٹر کی دوری پر واقع مدینہ کی جانب ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ کے گھر کا گھیراؤ کرنے والے کفارِ مکہ کے نوجوان اپنے منصوبے میں ناکام ہوئے اور اُنھیں کانوں کان خبر نہ ہو سکی کہ آپ یہاں سے کب کیسے اور کس طرف نکلے؟ وہ لوگ صبح تک آپ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔

سوال نمبر ۷۲ : پیارے نبی ﷺ کے سفر ہجرت کی مختصر روداد بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھپ کر گھر سے نکلے، مدینہ کی سمت سے الٹے یمن کی طرف مکہ سے جنوب میں چار کلو میٹر کے فاصلے پر جاکر غار ثورِ میں تین دنوں تک چھپے رہے، یکم ربیع الاوّل کو وہاں سے نکلے، دو اونٹنیاں سواری کے لیے موجود تھیں، ایک پر آپ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے، دوسرے اونٹ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ اور ایک راستہ جاننے والا شخص عبد اللہ بن اُرَیقِط لیثی سوار ہوا۔ انعام کے لالچ میں بہت سے لوگ پیچھے لگے، مگر صرف دو لوگ آپ تک پہنچ سکے، ایک سُراقَہ بن مالک رضی اللہ عنہ تھے، جو اپنے قُصور کی معافی لے کر واپس ہو گئے اور دوسرے بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے ستر سواروں کے ساتھ تھے، جو چہرۂ نبوی کو دیکھتے اور کلامِ الٰہی سنتے ہی اسلام لے آئے۔ اس طرح تقریباً پندرہ دن کی مَسافت طے کر کے آپ صحیح سلامت مدینہ پہنچ گئے۔

سوال نمبر ۷۳ : سفر ہجرت میں پیارے نبی ﷺ کا گزر کس کے خیمے سے ہوا، خیمہ والوں نے کیا رد عمل ظاہر کیا؟ تفصیل سے بیان کرو۔

جواب: سفر ہجرت میں پیارے نبی ﷺ کا گزر اُمّ مَعبد عاتکہ بنت خالد خُزاعیہ کے خیمے[1] سے ہوا، ان کے شوہر ابو معبد تمیم بن عبد العزّیٰ خُزاعی بکریاں چرانے گئے تھے۔ یہ دونوں بڑے مہمان نواز تھے، مگر اس وقت خشک سالی کی وجہ سے بڑی تنگی میں گزر بسر ہو رہی تھی۔ جب آپ وہاں پہنچے تو ام معبد سے قیمت کے عوض گوشت اور کھجور وغیرہ کا مطالبہ کیا، مگر انھوں نے بڑی حسرت

[1] یہ خیمہ مکہ مکرمہ سے ایک سو تیس (۱۳۰) کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔

سے معذوری ظاہر کی۔ پھر آپ نے ان سے اجازت لے کر ایک کمزور بکری سے بڑے برتن میں دودھ دوہا جس سے اُمّ مَعبد اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیر اب ہو گئے اور آخر میں خود پیا، اس کے بعد دوبارہ برتن بھر کر دودھ دوہا، جسے ان کے لیے چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ جب ابو معبد گھر آئے تو خیمے میں دودھ سے بھرے برتن کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور اپنی بیوی اُم معبد سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ اُمّ مَعبد نے تفصیل سے سارا واقعہ سنایا اور اپنے شوہر سے انتہائی فصیح و بلیغ انداز میں نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا۔

سوال نمبر ۷۴ : اُمّ مَعبد خُزاعیہ نے اپنے شوہر سے پیارے نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا اُسے بیان کرو؟

جواب: اُمّ مَعبد خُزاعیہ نے اپنے شوہر سے پیارے نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا وہ یہ ہے:

”چمکتا رنگ، روشن چہرہ، خوب صورت بناوٹ، ایسے حسین پیکر کہ نہ توند بڑے اور نہ گنجے پن کی خامی، خوب صورت بڑی آنکھیں کہ جس کی سفیدی انتہائی سفید اور سیاہی انتہائی سیاہ، دراز پلکیں، پُر وقار آواز، لمبی گردن، گھنی داڑھی، سنجیدہ و پُر وقار چال، خاموش رہیں تو باوقار اور گفتگو کریں تو پُر کشش و پُر شکوہ، دور سے انتہائی تابناک و پُر جمال اور قریب سے انتہائی معزز و خوب صورت، گفتگو میٹھی، بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، گفتگو کا انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔ درمیانہ قد، نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے اور نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں، جو سب سے زیادہ تازہ اور خوش منظر ہے۔ رفقاء آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ایسے کہ لب کو جنبش دیں تو ہمہ تن گوش اور حکم دیں تو لپک کر بجا لائیں۔ قابلِ احترام و اطاعت، نہ تو ترش رو، نہ لغو گو اور کمزور رائے والے۔“ [شرح السنة مع التخريج : ۳۷۰۴، شیخ شعیب الأرناووط نے اس کی سند کو حسن قوی قرار دیا ہے۔]

سوال نمبر ۷۵ : پیارے نبی ﷺ قباء کب پہنچے اور کس کے یہاں ٹھہرے؟ نیز یہ بتائیں کہ قباء مدینہ سے کتنی دوری پر واقع ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ۸/ربیع الاوّل سوم کے دن قباء پہنچے اور کُلثُوم بن ہِدْم رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرے۔ قباء مدینہ ہی کے آس پاس کا علاقہ تھا، جو اِس وقت مدینہ میں مل چکا ہے۔ اس وقت مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی کے درمیان کی دوری تقریباً ساڑھے چار کلو میٹر ہے۔

سوال نمبر ۷۶ : پیارے نبی ﷺ نے قباء میں کتنے دنوں تک قیام فرمایا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے قباء میں آنے اور جانے کے دنوں کو چھوڑ کر تین یا دس دنوں تک قیام فرمایا، جب کہ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے وہاں چودہ دنوں تک قیام فرمایا۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: پیغمبر عالم ص: ۱۶۳، الرحیق المختوم ص: ۲۷۰]

سوال نمبر ۷۷: پیارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد کہاں رکھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد قُباء میں رکھی۔

سوال نمبر ۷۸ : پیارے نبی ﷺ سفر ہجرت کے لیے مکہ سے کب روانہ ہوئے اور مدینہ کب پہنچے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سفر ہجرت کے لیے مکہ سے ۲۷/صفر ۱۴ سنہ نبوی کو جمعہ کی رات میں روانہ ہوئے اور قباء میں چند دن ٹھہرنے کے بعد جمعہ کے دن ۱۲/ربیع الاوّل ۱ سنہ ھ کو مدینہ پہنچے۔

سوال نمبر ۷۹ : ہجری سنہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: اسلامی کیلنڈر میں استعمال ہونے والے سنہ کو ہجری سنہ کہتے ہیں، جس کا آغاز پیارے نبی ﷺ کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کے سال سے ہوا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے اپنے دورِ خلافت میں اسے جاری فرمایا۔

سوال نمبر ۸۰ : پیارے نبی ﷺ نے سفر ہجرت میں جمعہ کی نماز کہاں ادا فرمائی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مدینہ کے اندر قبیلہ بنی سالم کے محلہ میں پہنچے ہی تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا، اس لیے وہیں خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز ادا فرمائی، یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا اور اس میں کل سو آدمی تھے۔

سوال نمبر ۸۱ : مدینہ پہنچنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے کیا کیا؟

جواب: مدینہ پہنچنے کے بعد پیارے نبی ﷺ نے اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی، مہاجرین اور

انصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا، جسے ''مُواخاتِ مدینہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے باہمی امن وامان کا معاہدہ کیا، جسے ''میثاقِ مدینہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۸۲ : مہاجرین اور انصار کن کو کہا جاتا ہے؟

جواب: مکہ اور آس پاس کے جو مسلمان دین کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اُن کو مہاجرین کہتے ہیں اور مدینہ کے اُن مسلمانوں کو انصار کہتے ہیں، جنھوں نے پیارے نبی ﷺ اور تمام مہاجرین کی مدد کی تھی۔

سوال نمبر ۸۳ : پیارے نبی ﷺ مدینہ میں کس کے یہاں اور کتنے دنوں تک ٹھہرے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ مدینہ میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تقریباً چھ یا سات ماہ تک ٹھہرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً گیارہ ماہ کچھ دن ان کے یہاں ٹھہرے۔

سوال نمبر ۸۴ : ابتداء میں مسلمان کس جانب منہ کرکے نماز پڑھتے تھے؟

جواب: ابتداء میں ہجرتِ مدینہ کے بعد ابتدائی سولہ یا سترہ مہینے تک مسلمان بیتُ المَقدِس یعنی مسجدِ اقصیٰ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔

سوال نمبر ۸۵ : کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم کب ملا؟

جواب: ہجرت کے دوسرے سال رجب یا شعبان کے مہینے میں کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ملا۔ سیرت نگار اس واقعے کو ''تحویلِ قبلہ'' کا نام دیتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۶ : اصحابِ صفہ کون لوگ ہیں اور ان کی مصروفیات کیا تھیں؟

جواب: مسجدِ نبوی سے متصل پورب کی جانب شمالی حصے میں ایک چبوترہ تھا، جس پر نبی ﷺ نے کھجور کی پتیوں سے چھت بنوادیا تھا، جہاں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے غریب مہاجر صحابۂ کرام رہتے تھے اور نبی ﷺ ان کی تربیت و کفالت فرماتے تھے۔ یہی لوگ اصحابِ صفہ یعنی سائبان والے کہلاتے ہیں، جن کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ اصحابِ صفہ نے اپنے آپ کو

دین کے لیے وقف کر رکھا تھا اور ہر وقت نبوی خدمت میں حاضر رہ کر لکھنا پڑھنا سیکھتے تھے، ذکر و اذکار اور عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے، قرآن پڑھتے سیکھتے اور یاد کرتے تھے، احادیث سنتے اور یاد کرتے تھے، نبوی طور طریقے سیکھتے تھے، جنگوں میں حصہ لیتے تھے، مختلف قبائل تک اسلام کی دعوت پہنچاتے اور نئے نئے مسلمانوں کو دینی تعلیم دیتے تھے۔ یہ چبوترہ نبوی تعلیم و تربیت کا مرکز اور ضیوفِ اسلام کا مہمان خانہ بھی تھا۔

سوال نمبر ۸۷ : صلح حدیبیہ کب پیش آیا اور اس کا پس منظر کیا تھا؟

جواب: صلح حدیبیہ ذی قعدہ ۶ھ میں پیش آیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ کا سفر کیا، مگر راستے ہی میں حدیبیہ کے مقام پر کفارِ مکہ نے روک دیا اور دونوں فریق کے درمیان صلح ہوئی، اُسی کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۸ : صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی ﷺ نے قریش کے پاس کسے اپنا سفیر بنا کر بھیجا؟

جواب : صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی ﷺ نے قریش کے پاس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا تاکہ انھیں یہ پیغام دیا جائے کہ مسلمان لڑنے کے لیے نہیں، بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔

سوال نمبر ۸۹ : بیعتِ رضوان کسے کہتے ہیں اور اس بیعت میں کتنے لوگ شامل تھے؟

جواب: بیعتِ رضوان وہ بیعت ہے، جو صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر کی تھی، کیوں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ کفارِ مکہ نے انھیں قتل کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عثمان کا بدلہ لیے بغیر نہیں لوٹیں گے، چاہے جان ہی چلی جائے اور اسی بات پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت کی دعوت دی، چناں چہ وہاں پر موجود چودہ سو (۱۴۰۰) سے زائد صحابۂ کرام نے بیعت کیا۔

سوال نمبر ۹۰ : صلح حدیبیہ کے دفعات کب طے ہوئے اور وہ دفعات کیا تھے؟

جواب: صلح حدیبیہ کے دفعات بیعتِ رضوان کے بعد طے ہوئے اور وہ درج ذیل ہیں:

① مسلمان آئندہ سال آکر عمرہ کریں اور صرف تین دن تک یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔

② دس سال تک جنگ بندی رہے گی، آپس میں آنا جانا اور لین دین جاری رہے گا، جو قبیلے اس صلح میں شامل ہونا چاہیں اور جس کے ساتھ شامل ہونا چاہیں شامل ہو سکتے ہیں۔

③ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص قریش کے ساتھ جا ملے تو مکہ والے اسے واپس نہیں کریں گے اور اگر مکہ کا کوئی شخص ان کی رضامندی کے بغیر مسلمانوں سے جا ملے تو مسلمان اسے مکہ والوں کے پاس واپس بھیج دیں گے۔

سوال نمبر ۹۱ : صلح کے شرائط لکھے جانے کے وقت کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟

جواب: صلح کے شرائط اور عہد نامہ لکھے جانے کے وقت قریشِ مکہ کی طرف سے صلح کرنے والے سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ عنہ بھاگ کر وہاں پہنچ گئے، وہ مسلمان ہو گئے تھے اور لوہے کی زنجیر اُن کے پاؤں میں تھی۔ سہیل نے کہا کہ یہ قریشِ مکہ سے ہیں، اس لیے صلح کی شرائط کے مطابق ان کو میرے حوالے کر دو۔ مسلمانوں نے کہا کہ ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوا ہے، اس لیے اس کی شرطوں پر عمل نہیں ہو سکتا ہے۔ سہیل نے کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو ان کے حوالے کر دیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر مکہ کے تین سو آدمی ان کی کوشش سے مسلمان ہو گئے۔

سوال نمبر ۹۲: قرآن کریم میں صلحِ حدیبیہ کو "فتح مبین" (کھلی جیت) کیوں قرار دیا گیا ہے؟

جواب: قرآن کریم میں صلحِ حدیبیہ کو فتحِ مبین اس لیے قرار دیا گیا ہے، کیوں کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کیا گیا اور امن قائم ہونے کی وجہ سے اسلام کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا۔

سوال نمبر ۹۳ : پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام لانے کے لیے کب اور کن مشہور بادشاہوں اور اُمراء کے نام خطوط لکھے اور انھوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: صلح حدیبیہ کے بعد ۷ھ میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت کے درج ذیل مشہور بادشاہوں

اور امراء کے نام خطوط لکھے، انھیں اسلام لانے کی ہدایت فرمائی اور ان کے پاس اپنے سفیر بھیجے :

① **شاہِ حَبَش اَصْحَمَہ نَجَاشی**، یہ مسلمان ہو گئے۔ ② **شاہِ بحرین مُنذِر بن ساوی**، یہ اور ان کی بہت سی رعایا مسلمان ہو گئی۔ ③ **شاہِ عمّان جَیفر** اور ان کے بھائی **عبد**، دونوں مسلمان ہو گئے۔ ④ **شاہِ ایران خسرو پرویز**، اس نے رسول اللہ ﷺ کے مراسلہ کو چاک کر دیا۔ ⑤ **شاہِ مصر مُقَوقِس**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوئے، مگر آپ کے لیے تحفے بھیجے۔ ⑥ ملک شام کا گورنر اور دمشق کا حاکم **مُنذِر بن حارث غسّانی**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ⑦ **حاکمِ یمامہ ہَوذہ**، یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ ⑧ **شاہِ روم قیصرِ ہِرقُل**، حکومت جانے کے ڈر سے یہ بھی مسلمان نہیں ہوا۔ [رحمۃ للعالمین ۱۵۱-۱۵۹]

سوال نمبر ۹۴ : غزوہ اور سَرِیّہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : غزوہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس خود تشریف لے گئے ہوں، خواہ جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور سریہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس خود تشریف نہ لے گئے ہوں۔

سوال نمبر ۹۵ : غزوات اور سرایا کی تعداد کتنی ہے؟ کتنے جنگوں میں پیارے نبی ﷺ نے دشمنوں سے لڑائی لڑی؟ ماہ و سال کے ساتھ اُن کے نام بتاؤ؟

جواب : غزوات کی تعداد ستائیس (۲۷) ہے اور سرایا کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔ مندرجہ ذیل نو غزوات میں پیارے نبی ﷺ نے صحابہ کے ساتھ خود بھی دشمنوں سے لڑائی لڑی :

① **غزوۂ بدر** ۱۷/ رمضان المبارک ۲ ہجری ② **غزوۂ احد** ۶/ شوال ۳ ہجری ③ **غزوۂ خندق** شوال ۵ ہجری ④ **غزوۂ بنی قُریظہ** ذی القعدہ ۵ ہجری ⑤ **غزوۂ بنی المُصطَلِق** شعبان ۵ ہجری ⑥ **غزوۂ خیبر** محرم ۷ھ ⑦ **غزوۂ فتح مکہ** ۱۹/ رمضان المبارک ۸ ہجری ⑧ **غزوۂ حُنَین** شوال ۸ ہجری ⑨ **غزوۂ طائف** شوال ۸ ہجری۔

سوال نمبر ۹۶ : کیا کسی غزوہ میں پیارے نبی ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے؟

جواب : جی ہاں! غزوۂ اُحد میں پیارے نبی ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے، آپ کے سامنے کے

دانت شہید ہوئے اور لوہے کی ٹوپی کی کڑیاں سر میں دھنس گئی تھیں۔

سوال نمبر ۹۷ : مکہ کب فتح ہوا؟ جنگ بندی کے باوجود پیارے نبی ﷺ نے مکہ پر کیوں چڑھائی کی؟

جواب: مکہ رمضان المبارک ۸ ھ میں فتح ہوا۔ جنگ بندی کے باوجود پیارے نبی ﷺ نے مکہ پر اس لیے چڑھائی کی، کیوں کہ مکہ والوں نے جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے صلحِ حدیبیہ کے معاہدے کو توڑ ڈالا تھا۔ [1]

سوال نمبر ۹۸ : پیارے نبی ﷺ نے فتحِ مکہ کے موقع پر مکہ والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور مکہ میں داخل ہونے کی کیفیت کیا تھی؟

جواب: مکہ کے جن مشرکین نے پیارے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ کے اندر تکلیف دینے میں کوئی کَسَر نہیں چھوڑی تھی، آپ کو اور مسلمانوں کو اپنے وطن مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا، فتحِ مکہ کے موقع پر ان سے بدلہ لینے کا اچھا موقع تھا، مگر سوائے چند لوگوں کے آپ نے سب کو معاف کر دیا اور یہ اعلان فرمایا: ”جو ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے، جو مسجد حرام میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔“ نبیِ رحمت ﷺ مکہ میں ایک امن پسند عادل فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور انھیں لوگوں سے

---

[1] اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے تقریباً دو سال بعد سن ۸ / ہجری میں پیارے نبی ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر قریشِ مکہ کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے حملہ کر دیا اور قریشِ مکہ نے بھی خفیہ طور پر ان کی مدد کی۔ جب آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے قریش کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اپنی تین شرطیں رکھیں کہ یا تو مقتولین کی دیت دو یا بنو بکر سے الگ ہو جاؤ یا پھر حدیبیہ میں ہونے والے معاہدے کو ختم کرو۔ قریش کی طرف سے جواب دیا گیا کہ ہم حدیبیہ کا معاہدہ توڑ رہے ہیں۔ آپ نے مکہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ مکہ والوں کو جب حالات کی سنگینی کا اندازہ ہوا تو انھوں نے ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ بھیجا کہ وہ آپ سے صلح کی مدت کو بڑھانے کے لیے گفتگو کریں، مگر آپ نے ان کی ایک نہ سنی پھر وہ ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے پاس باری باری گئے اور ان سے سفارش کرانی چاہی، مگر سبھوں نے سفارش کرنے سے انکار کر دیا، بالآخر وہ مایوس ہو کر مکہ لوٹ گئے۔ پیارے نبی ﷺ نے نہایت رازداری کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کرنے کی تیاری شروع کر دی اور اللہ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ! قریش تک یہ خبر پہنچنے سے روک لے۔ اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور تھوڑے ہی دنوں بعد آپ دس ہزار کی فوج لے کر مکہ میں داخل ہو گئے اور کسی بڑی مزاحمت کے بغیر مکہ فتح ہو گیا۔

قتال کیا جن کی طرف سے لڑائی کی پہل ہوئی۔ پھر حرم میں داخل ہوئے اور بغیر احرام کے ہی بیت اللہ کا طواف کیا، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کعبہ کی چابی لے کر اس کے اندر اور باہر کے سبھی بتوں کو توڑ ڈالا، پھر چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو واپس کر دی اور مکہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: ”آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔“ ۹/ افراد ایسے تھے، جنھوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیفیں پہنچائی تھیں، اس لیے آپ نے ان کا خون رائیگاں قرار دیا جب کہ ان میں سے صرف چار قتل کیے گئے اور باقی پانچ لوگوں کی جاں بخشی ہوئی اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال نمبر ۹۹ : پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر تھے، آپ سے زیادہ دشمن کے قریب کوئی نہیں ہوتا تھا اور جب گھمسان کی لڑائی ہوتی اور دشمن ایک دوسرے کے مقابل ہوتا تو صحابہ آپ کو ڈھال بناتے تھے۔ [دیکھیے: مسند احمد: ۱۳۴۷] رات میں کبھی دشمن کے حملہ کرنے کا خوف ہوتا تو سب سے پہلے آپ اس کا جائزہ لیتے۔ [دیکھیے: صحیح بخاری: ۲۹۰۸]

سوال نمبر ۱۰۰ : پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کتنے حج اور عمرہ کیے؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ ۱۰ سنہ ھ میں حج کیا، جسے حجۃ الوداع (آخری حج) کہا جاتا ہے اور چار عمرہ کیے: ① صلح حدیبیہ والا عمرہ ② صلح حدیبیہ کے موقع پر عمرہ سے روک دیے جانے کے بعد ۷ سنہ ھ میں ادا کیا جانے والا عمرۂ قضاء ③ غزوۂ حنین کی کامیابی کے بعد واپسی کے موقع پر مقامِ جِعِرَّانہ سے احرام باندھ کر ۸ سنہ ھ میں ادا کیا جانے والا عمرہ ④ حجۃ الوداع کے ساتھ کیا جانے والا آخری عمرہ۔ [1]

[1] انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ چار عمرے اور ایک حج ادا فرمایا نیز حج کے ساتھ کیے جانے والے عمرہ کو چھوڑ کر باقی سارے عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں ادا فرمایا۔ [صحیح بخاری: ۴۱۴۸، صحیح مسلم: ۱۲۵۳] واضح رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تو آپ نے وہیں جانور قربان کیا اور سر کے بال منڈائے اور تمام صحابہ نے بھی اس عمل میں آپ کی پیروی کی، اسی لیے اسے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی جانب سے ادا کیا جانے والا مستقل عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۰۱ : پیارے نبی ﷺ کی آخری بیماری کب سے ہوئی؟ اور یہ بیماری کتنے دنوں تک رہی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ماہِ صفر کی آخری تاریخ یا ماہِ ربیع الاوّل کی ابتداء میں ۱۱ سنہ ھ کو ایک جنازے میں شرکت کے لیے بقیع غرقد تشریف لے گئے اور واپس ہوئے تو اپنے سر میں شدید درد محسوس کرنے لگے۔ یہ آپ کی آخری بیماری کی ابتدا تھی اور یہ بیماری تقریباً تیرہ دنوں تک رہی۔

سوال نمبر ۱۰۲ : بیماری کے دنوں میں پیارے نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے کس کو منتخب فرمایا اور انھوں نے کتنے وقت کی نماز پڑھائی؟

جواب : بیماری کے دنوں میں پیارے نبی ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا اور انھوں نے وفات سے پہلے والے جمعرات کے دن سے عشاء کی نماز پڑھانی شروع کی، درمیان میں ایک دن نمازِ ظہر میں آپ ﷺ تشریف لائے اور امامت فرمائی، اس طرح انھوں نے سولہ یا سترہ وقت کی نماز پڑھائی۔ [صحیح بخاری: ۶۸۳، ۶۸۴، ۴۴۲۹، سنن ابن ماجہ: ۱۲۳۲]

سوال نمبر ۱۰۳ : پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری ایام کس بیوی کے کمرے میں گزارے؟

جواب : پیارے نبی ﷺ نے زندگی کے آخری ایام عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں گزارے۔

سوال نمبر ۱۰۴ : پیارے نبی ﷺ کی آخری وصیت کیا تھی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی آخری وصیت نماز قائم کرنے اور لونڈی و خادم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے متعلق تھی۔

سوال نمبر ۱۰۵ : پیارے نبی ﷺ کی وفات کب ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب : پیارے نبی ﷺ کی وفات سوم کے دن ۱۲ / ربیع الاول ۱۱ سنہ ھ مطابق ۶ / جون ۶۳۲ سنہ ء کو چاشت کے وقت ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس چار دن کی تھی۔ [1]

---

[1] السیرۃ النبویہ لابن کثیر ۴ / ۵۰۹، وفاتِ نبوی کے بارے میں ۱۲ / ربیع الاول کی تاریخ بہت مشہور ہے اور یہی جمہور اہلِ علم کا موقف ہے، لیکن چھان بین سے یہ تاریخ محلِ نظر معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ سوم ہی کے دن پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی اور ۱۰ سنہ ھ میں ۹ / ذی الحجہ (یوم عرفہ) جمعہ کے دن پڑا تھا، اس اعتبار

سوال نمبر۱۰۶ : دنیاسے کوچ کرتے وقت پیارے نبی ﷺ کے آخری الفاظ کیا تھے؟

جواب: دنیاسے کوچ کرتے وقت پیارے نبی ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے:((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) "اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے "رفیقِ اعلیٰ" سے ملادے۔" اور آپ نے ((اَللّٰھُمَّ ! بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) "اے اللہ! مجھے "رفیقِ اعلیٰ" سے ملادے۔" تین مرتبہ دہرایا۔

سوال نمبر۱۰۷: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کمرے میں داخل ہوئے، آپ کا چہرہ کھولا اور جھک کر بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں کبھی نہیں جمع فرمائے گا، آپ کے مقدر میں جو موت لکھی تھی وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے اور آپ وفات پا چکے ہیں۔

سوال نمبر۱۰۸: پیارے نبی ﷺ کی وفات سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے، باقی سب کو موت آئے گی۔

سوال نمبر۱۰۹: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کی باتیں ہمیں کہاں سے حاصل ہوں گی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد دین کی باتیں ہمیں قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے حاصل ہوں گی۔

سے باقی مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کریں تو ۱۱ سنہ ھ میں ۱۲/ربیع الاول کو سوم کا دن نہیں پڑتا ہے، البتہ ۱۲/ربیع الاول سوم کا دن اسی وقت ہو گا جب اہلِ مدینہ اور اہلِ مکہ کی قمری تاریخوں میں اختلافِ مطلع کی صورت تسلیم کی جائے اور اس بات کی توثیق بعض دیگر مضبوط قرائن و شواہد سے ہوتی ہے، جسے علمائے متقدمین نے پیش کیا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں تاریخِ وفات ۱۲/ربیع الاول ہی راجح ہو گی۔ جب کہ خوارزمی وغیرہ یکم ربیع الاول اور ابن کلبی و سہیلی وغیرہ ۲/ربیع الاول کے قائل ہیں، حافظ ابن حجر نے ۲/ربیع الاول کو راجح قرار دیا ہے۔[فتح الباری ۸/۱۳۰] اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری ۱۳/ربیع الاول کے قائل ہیں۔ [رحمۃ للعالمین ۲/۳۶۸]

سوال نمبر ۱۱۰: کیا پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں دینِ اسلام مکمل ہو گیا تھا؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ کی زندگی ہی میں دینِ اسلام مکمل ہو گیا تھا، جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۹/ ذی الحجہ کو جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ: ﴿...اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا...﴾ [المائدۃ:۳] "آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔" نازل فرما کر نبی ﷺ کی زندگی ہی میں دین کے مکمل ہونے کی تصدیق کر دی ہے۔

سوال نمبر ۱۱۱: پیارے نبی ﷺ کو کب اور کن لوگوں نے غسل دیا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو منگل کے روز عباس، علی، فضل، قُثَم، شُقْران، اسامہ بن زید اور اَوس بن خَوْلی رضی اللہ عنہم نے کپڑے اتارے بغیر کپڑے کے ساتھ غسل دیا۔ عباس اور اُن کے دو بیٹے فضل و قثم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے، علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور اوس رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ [الرحیق المختوم ص:۷۴۳]

سوال نمبر ۱۱۲: پیارے نبی ﷺ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کی گئی؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی تدفین جس کمرے میں ہوئی، اس کے اندر باری باری ٹولی کی شکل میں تقریباً دس دس لوگ داخل ہوتے اور نمازِ جنازہ پڑھ کر نکل جاتے۔

سوال نمبر ۱۱۳: پیارے نبی ﷺ کی قبر کہاں، کس نے اور کیسی کھودی؟

جواب: مدینہ طیبہ کے اندر عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں، جس جگہ پیارے نبی ﷺ کی وفات ہوئی، وہیں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بغلی قبر کھودی۔

سوال نمبر ۱۱۴: پیارے نبی ﷺ کو کب دفن کیا گیا؟ جسمِ اَطہر کو کن لوگوں نے قبر میں اُتارا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو بدھ کی رات میں دفن کیا گیا۔ علی بن ابی طالب، فضل بن عباس،

اسامہ بن زید اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم نے جسم اطہر کو قبر کے اندر اُتارا۔

سوال نمبر ۱۱۵: کیا یہ بات صحیح ہے کہ پیارے نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا؟

جواب: یہ بات صحیح نہیں ہے، کیوں کہ کسی بھی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ پیارے نبی ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۱۶: کیا پیارے نبی ﷺ عالم الغیب اور مُختارِ کُل تھے؟

جواب: نہیں! پیارے نبی ﷺ عالم الغیب اور مختارِ کُل نہیں تھے، اگر آپ عالم الغیب اور مُختارِ کُل ہوتے تو آپ پر مصیبتیں نہیں آتیں اور آپ اپنے چچا ابو طالب کو ضرور مسلمان بنا لیتے۔ عالم الغیب اور مُختارِ کُل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب اور مُختارِ کل سمجھنا شرک ہے۔

سوال نمبر ۱۱۷: کیا پیارے نبی ﷺ ہماری طرح بشر وانسان اور اللہ کے بندے ہیں؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ بھی ہماری طرح بشر وانسان اور اللہ کے بندے ہیں۔

سوال نمبر ۱۱۸ : پیارے نبی ﷺ کی سب سے مکمل صفت بیان کرو؟

جواب : پیارے نبی ﷺ کی سب سے مکمل صفت اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونا ہے، جیسا کہ آپ نے فرمایا: ”میں محمد بن عبد اللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تم مجھے میرے اس مقام سے زیادہ آگے بڑھاؤ جس پر مجھے اللہ عزوجل نے رکھا ہے۔“ [مسند احمد: ۱۲۵۵۱]

سوال نمبر ۱۱۹ : پیارے نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لیے ”اسوۂ حسنہ“ یعنی بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

سوال نمبر ۱۲۰ : پیارے نبی ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟

جواب: بچپن ہی سے پیارے نبی ﷺ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ”اور یقیناً آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔“ [القلم: ۴] عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیارے نبی ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایا کہ قرآن مجید آپ کا خُلق ہے۔ [صحیح

مسلم:۷۴۶] یعنی نبی کریم ﷺ قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے، ہر طرح کی اچھائیاں آپ کے اندر موجود تھیں اور تمام طرح کی برائیوں سے آپ دور تھے۔

سوال نمبر ۱۲۱: پیارے نبی ﷺ کا حُلیہ مبارک کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک چاند جیسا خوب صورت، سرخی مائل سفید اور پُرنور تھا، آپ کا قد درمیانہ تھا، نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد تھے۔ سر کے بال کانوں یا شانوں تک پہنچتے تھے اور ان بالوں کی کیفیت یہ تھی کہ نہ تو بالکل مڑے ہوئے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے، ہاتھ بھرے بھرے اور ریشم سے زیادہ نرم تھے، منہ کشادہ تھا، آنکھیں سفیدی میں سرخی لیے ہوئی تھیں، ایڑیاں کم گوشت والی ہلکی تھیں اور پسینہ بے حد خوشبو دار تھا۔ گویا آپ ﷺ اخلاقی اور جسمانی دونوں اعتبار سے سب سے بہتر تھے۔

سوال نمبر ۱۲۲: پیارے نبی ﷺ کی پاک بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پاک بیویوں کے نام یہ ہیں: ① خدیجہ بنت خُوَیلِد، ② سودہ بنت زَمعہ، ③ عائشہ بنت ابو بکر صدیق، ④ حفصہ بنت عمر، ⑤ زینب بنت خُزیمہ، ⑥ ام سلمہ بنت ابو اُمیہ، ⑦ زینب بنت جحش، ⑧ جویریہ بنت حارث، ⑨ اُم حبیبہ رَملہ بنت ابوسفیان، ⑩ صفیہ بنت حُیِ بن اَخطب، ⑪ میمونہ بنت حارث

سوال نمبر ۱۲۳: وفاتِ نبوی کے وقت ازواج مطہرات کی تعداد کتنی تھی؟ نیز نبی ﷺ کی زندگی میں وفات پانے والی بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: وفاتِ نبوی کے وقت ازواجِ مطہرات کی تعداد نو تھی۔ نبی ﷺ کی زندگی ہی میں سیدہ خدیجہ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی تھی۔

سوال نمبر ۱۲۴: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اور سب سے آخر میں وفات پانے والی بیویوں کے نام بتاؤ؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات سنہ ۲۰ ھ

میں ہوئی اور سب سے آخر میں ام سلمہ بنت ابو اُمیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی۔

سوال نمبر ۱۲۵ : پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کو کیا کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا کیا رشتہ ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی بیویوں کو "اُمہات المؤمنین" کہا جاتا ہے یعنی وہ سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جس طرح اپنی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اُسی طرح آپ کی وفات کے بعد کسی امتی کے لیے اَزواجِ مُطہَّرات میں سے کسی سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۲۶ : اہلِ خانہ کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: اہلِ خانہ کے ساتھ پیارے نبی ﷺ بڑی نرمی سے پیش آتے، ان کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے، ان کے پاس رات گزارنے اور انھیں نان و نفقہ دینے میں عدل سے کام لیتے، جب سفر کرتے تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرتے اور جن کا نام نکل آتا انھیں اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے، اُن کی دل جوئی کرتے اور اُن کے جائز مطالبات کو پورا کرتے، کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے، بلکہ خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے۔ خود آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہو اور میں تم میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔" [سنن ترمذی: ۳۸۹۵]

سوال نمبر ۱۲۷ : بچوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: بچوں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے، ان سے بے تکلفی سے باتیں کرتے، انھیں دعائیں دیتے، گود میں اٹھاتے اور بوسہ دیتے۔ ان کے پاس سے گزرتے تو انھیں سلام کرتے اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ بچے اگر کبھی کپڑے پر پیشاب کر دیتے تو نہ بُرا مانتے اور نہ ان کی گندگی صاف کرنے میں عار محسوس کرتے۔ جب نماز میں ہوتے اور بچوں کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز مختصر کر دیتے، لیکن اگر بچے غلطی کرتے تو فوراً تنبیہ کرتے، اُنھیں سمجھاتے اور ان کی مناسب تربیت فرماتے تھے۔

سوال نمبر ۱۲۸ : خادموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: خادموں کے ساتھ پیارے نبی ﷺ اچھا برتاؤ رکھتے تھے، ان کے ساتھ نرمی کرتے اور عفوو درگزر سے کام لیتے تھے۔ مشہور خادمِ رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی۔ اللہ کی قسم! آپ نے کبھی مجھے اُف بھی نہیں کہا، جب میں نے کوئی کام کر دیا تو آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اور جب میں نے کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ [صحیح بخاری:۶۰۳۸، صحیح مسلم:۲۳۰۹]

سوال نمبر ۱۲۹: پیارے نبی ﷺ نے اپنے آپ کو اور عام لوگوں کو کن باتوں سے محفوظ رکھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے اپنے آپ کو تین باتوں سے محفوظ رکھا: ❶ ریاکاری سے ❷ کسی چیز کی کثرت سے ❸ اور لایعنی بات چیت سے۔ اور تین باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا: ❶ کسی کی مذمت کرنے سے ❷ کسی کو شرم و عار دلانے سے ❸ اور کسی کی عیب جوئی کرنے سے یعنی آپ ﷺ نہ کسی کی مذمت کرتے تھے، نہ کسی کو عار دلاتے تھے اور نہ کسی کی عیب جوئی کرتے تھے۔ [الرحیق المختوم ص:۶۲۷]

سوال نمبر ۱۳۰: پیارے نبی ﷺ کے عفوودرگزر کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ انتہائی شفیق و مہربان، مصیبتوں پر صبر کرنے والے اور بدلہ لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دینے والے تھے۔ آپ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ قوم کی طرف سے آپ کو سخت تکلیف دی گئی، مگر آپ نے انھیں معاف کر دیا۔ ایک مرتبہ آپ سو رہے تھے کہ ایک دشمن آیا، آپ پر تلوار اٹھالی، گستاخی سے آپ کو جگایا اور کہنے لگا کہ تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ! یہ ایمانی قوت اور ہمت دیکھ کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ کانپنے لگا، تلوار آپ نے اٹھالی اور اسے معاف کر دیا۔

سوال نمبر ۱۳۱: پیارے نبی ﷺ کے شرم وحیا کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ شرم وحیا کے پیکر بڑے باادب اور باحیا تھے، آپ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "نبی ﷺ گھروں میں

رہنے والی کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا تھے، جب آپ کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہم اسے آپ کے چہرے سے پتالگالیا کرتے تھے۔" [صحیح بخاری: ۳۵۶۲، صحیح مسلم: ۲۳۲۰]

سوال نمبر ۱۳۲: پیارے نبی ﷺ کے خطبہ دینے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اپنے خطبے کا آغاز اللہ کی حمد و ثنا سے کرتے تھے اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق آپ کا خطبہ ہوا کرتا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور غصہ بڑھ جاتا، گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں۔" [صحیح مسلم: ۸۶۷]

سوال نمبر ۱۳۳: پیارے نبی ﷺ کی گفتگو کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ فحش گو اور بدزبان نہیں تھے، بلا ضرورت اور لایعنی گفتگو نہیں فرماتے تھے، نرم لہجے میں بات چیت کرتے تھے اور ہمیشہ سچ بولتے تھے، جلدی جلدی بات کرنے کے بجائے ٹھہر ٹھہر کر واضح انداز میں بات کرتے تھے، آپ کی گفتگو کا ہر لفظ الگ الگ اور واضح ہوتا تھا کہ جو بھی اسے سنتا سمجھ لیتا۔

سوال نمبر ۱۳۴: پیارے نبی ﷺ کے چلنے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ سب سے تیز، سب سے عمدہ اور سب سے متوازن، انتہائی تواضع اور انکساری والی چال چلتے تھے، کبھی دونوں پاؤں میں جوتا پہن کر اور کبھی ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ کبھی صحابہ کے ساتھ چلتے اور کبھی اکیلے چلا کرتے تھے۔

سوال نمبر ۱۳۵: پیارے نبی ﷺ کے ہنسنے اور رونے کی کیفیت بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے بلکہ تبسم فرماتے تھے اور آپ کا زیادہ ہنسنا اس طرح ہوتا تھا کہ داڑھ ظاہر ہو جاتے تھے۔ رونے کا انداز بھی معتدل ہوتا تھا، زور زور سے دھاڑیں مار کر نہیں روتے تھے، بلکہ آپ کی آنکھیں بھر آتیں اور آنسو نکل آتے اور راتوں میں رونے کی کیفیت یہ ہوتی کہ آپ کے سینے سے ہانڈی سے جوش مارنے کی طرح آواز نکلتی۔

سوال نمبر۱۳۶ : پیارے نبی ﷺ اللہ کے چہیتے نبی ہونے کے باوجود کیوں روتے تھے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ اللہ کے چہیتے نبی ہونے کے باوجود کبھی اللہ کے خوف سے روتے تھے، کبھی قرآن سن کر روتے تھے، کبھی آپ کا رونا میت پر رحمت کے لیے اور کبھی امت پر رحمت وشفقت کے لیے ہوتا تھا۔

سوال نمبر۱۳۷ : پیارے نبی ﷺ کے کھانے پینے کا طریقہ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو جو کچھ میسر ہوتا کھالیتے، کھانے میں عیب نہیں نکالتے اور اگر کوئی چیز ناپسند ہوتی تو اسے حرام قرار دیے بغیر لوٹا دیتے، کھانے پینے کے شروع میں بسم اللہ کہتے اور فراغت کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے، دستر خوان زمین پر رکھا جاتا اور زمین ہی پر بیٹھ کر آپ کھانا کھاتے، آپ تین انگلیوں سے کھاتے اور کھانے کے بعد انگلیاں چاٹتے تھے۔ پانی بھی آپ بیٹھ کر اور تین سانسوں میں پیتے تھے، آپ نے کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو ڈانٹ پلائی ہے۔

سوال نمبر۱۳۸ : پیارے نبی ﷺ کے سونے اور جاگنے کا طریقہ کیا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ رات کے پہلے حصے میں عشاء کی نماز کے بعد سوتے تھے، بستر پر آنے کے بعد یہ دعا: ((اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) پڑھتے پھر مُعَوِّذَاتُ وغیرہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور ہتھیلیوں کو اپنے سر، چہرہ اور جسم پر پھیرتے اور ایسا تین مرتبہ کرتے تھے نیز داہنی کروٹ پر رخسار کے نیچے داہنی ہتھیلی رکھ کر سوتے تھے، آپ کی نیند بالکل معتدل ہوتی تھی اور سونے کے بعد آپ کو کوئی بیدار نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہو جائیں، آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔ رات کے آخری حصے میں نمازِ فجر سے کافی پہلے قیام اللیل کے لیے بیدار ہو جاتے تھے، نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا: ((اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)) پڑھتے پھر مسواک کرتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ ﷺ پوری رات سوتے رہیں یا پوری رات جاگتے رہیں۔ [سونے اور جاگنے کی دعاؤں کے لیے دیکھیں: صحیح بخاری:۶۳۱۴، صحیح مسلم:۲۷۱۱]

سوال نمبر ۱۳۹ : پیارے نبی ﷺ کے زُہدووَرَع اور دنیا سے بے رغبتی کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کے زُہدووَرَع اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالَم تھا کہ آپ کے اہلِ خانہ آسودہ حال ہو کر مسلسل دو دنوں تک جَو کی روٹی نہیں کھا سکے۔ کئی کئی دنوں تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، بلکہ صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کر لیتے۔ کھجور کے تنوں کا بستر تھا، صحابہ نے نرم بستر مہیا کرنا چاہا، مگر آپ نے منع کر دیا۔ بھوک کی وجہ سے کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتے، مگر اللہ کی ناشکری نہیں کرتے۔ زہدوورع کی یہ ساری صورتیں اختیاری تھیں لاچاری کچھ نہ تھی۔

سوال نمبر ۱۴۰ : پیارے نبی ﷺ کی عبادت اور خوفِ الٰہی کا حال بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی پوری زندگی اللہ کی عبادت میں گزری۔ جو کچھ آپ نے اپنی امت کو تعلیم دی اسے عملی طور پر کر کے دکھایا۔ راتوں کو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر روتے اور لمبے قیام کی وجہ سے پاؤں میں سوجن آجاتا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں پھر اتنی محنت کیوں کرتے ہیں، فرمایا: ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“ [صحیح بخاری: ۴۸۳۶، صحیح مسلم: ۲۸۱۹] ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔“ [صحیح بخاری: ۶۱۰۱، صحیح مسلم: ۲۳۵۶]

سوال نمبر ۱۴۱ : پیارے نبی ﷺ کو دنیا کی کون سی چیزیں سب سے زیادہ پسند تھیں؟

جواب: پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کی دو چیزیں مجھے بہت پسند ہیں: عورت اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“ [سنن نسائی: ۳۹۳۹]

سوال نمبر ۱۴۲ : پیارے نبی ﷺ کا پسندیدہ رنگ کون سا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کا سب سے پسندیدہ رنگ سفید اور سبز رنگ تھا۔

سوال نمبر ۱۴۳ : پیارے نبی ﷺ کا عام برتاؤ کیسا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ ہنسی خوشی سب سے ملتے جلتے اور اپنی مجلسوں میں ہنسی ومزاح بھی کر لیتے، مگر ہنسی ومزاح میں بھی سچ بولتے۔ چھوٹے بڑے سب کا خیال رکھتے اور ہر ایک کی دعوت

قبول فرماتے۔ مہمانوں کی ضیافت کرتے اور خود بھی مہمان بنتے تھے۔ یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، کمزوروں اور حاجت مندوں کی مدد کرتے۔ غلاموں اور لونڈیوں کا خاص خیال رکھتے۔ مریضوں کی عیادت کرتے اور ان کے لیے علاج بھی تجویز کرتے حتیٰ کہ کوئی لونڈی یا غلام بیمار ہو جاتے تو ان کی بھی خبر گیری کرتے۔ تمام مسلمانوں کی تجہیز و تکفین اور جنازہ میں شامل ہوتے۔ ہر ایک کے ساتھ معاملہ صاف رکھتے اور اگر قرض لیتے تو اسے بہتر انداز میں واپس لوٹاتے۔ اپنے پرائے اور امیر و غریب سب کے درمیان عدل کرتے اور سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے۔ صحابہ کے ساتھ مل کر کام کرتے۔ اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے، کپڑے میں پیوند خود لگالیتے، ڈول کی مرمت خود کرلیتے اور بکری بھی خود دوہ لیتے تھے۔

سوال نمبر ۱۴۴ : پیارے نبی ﷺ کی چند خصوصیات بیان کرو؟

جواب: پیارے نبی ﷺ پوری دنیا کے لیے اللہ کے آخری نبی ہیں اور اَب آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ پوری دنیا کے لیے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ کو "جامع کلمات" عطا کیے گئے تھے، قیامت کے دن آپ کو مقامِ محمود، حوضِ کوثر، مقامِ وسیلہ اور شفاعتِ عُظمیٰ کا شرف حاصل ہو گا۔ وغیرہ

سوال نمبر ۱۴۵ : پیارے نبی ﷺ کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑا معجزہ کیا عطا ہوا تھا؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کو اللہ کی جانب سے سب سے بڑا معجزہ "قرآن کریم" عطا ہوا تھا۔

سوال نمبر ۱۴۶ : کیا پیارے نبی ﷺ کے جسمِ اطہر پر نبوت کی مہر تھی؟ اور نبوت کی مہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جی ہاں! پیارے نبی ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی طرح نبوت کی مہر تھی۔ نبوت کی مہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کی وفات کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

سوال نمبر ۱۴۷ : پیارے نبی ﷺ کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا رویہ کیسا تھا؟

جواب: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دل و جان سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے، حد درجہ آپ کی ادب و تعظیم کرتے تھے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ آنکھیں بھر کر دو بدو آپ کو دیکھتے نہیں تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سامنے عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا تھا: "اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی بادشاہ کو بھی نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ویسی تعظیم کرتے ہوں جیسی صحابۂ کرام، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر وہ کھکھارتے بھی ہیں تو وہ ان کے کسی صحابی کی ہتھیلی میں گرتی ہے اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتے ہیں، جب آپ کوئی حکم فرماتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لیے وہ لوگ دوڑ پڑتے ہیں، جب آپ وضو کرتے ہیں تو اس پانی کو لینے کے لیے مارا ماری ہوتی ہے اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے وہ ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور آپ کی تعظیم میں آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں ہیں۔" [صحیح بخاری: ۲۷۳۲]

سوال نمبر ۱۴۸: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیا ہے؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قرآن و حدیث اور توحید و سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو شرک و کفر کے اندھیروں سے نکال کر توحید و سنت کے نورانی راستے پر گامزن کر دیا۔

سوال نمبر ۱۴۹ : پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل تعلیمات آج بھی محفوظ ہیں، جو کہ ہمارے پاس قرآن کریم اور صحیح احادیث کی شکل میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر جان لیں کہ آپ نے ساری امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ :

اللہ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی معاون اور ہم سر نہیں۔ اُسی نے ساری دنیا کو پیدا کیا۔ وہی کائنات کی تدبیر کرتا ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی بیمار کرتا اور وہی شفا دیتا ہے۔ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی بندگی اور عبادت کا حق دار ہے، اس کے سوا کسی اور کی بندگی اور عبادت کرنا جائز نہیں ہے۔ اس نے انسانوں کی

ہدایت و رہنمائی کے لیے بہت سے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اللہ کے تمام رسولوں، کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آخری نبی اور آخری کتاب پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کے بغیر آدمی مومن نہیں ہو سکتا ہے۔ قیامت برحق ہے، ہر آدمی کو موت کا مزہ چکھنا ہے، مرنے کے بعد سب لوگ زندہ کیے جائیں گے اور اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہر آدمی سے اس کے کاموں کی بابت پوچھا جائے گا۔ جن لوگوں نے نیکیاں کی ہوں گی اللہ اپنے فضل سے انھیں ان کے نیک اعمال کا اجر دے گا اور جن لوگوں نے برائیاں کی ہوں گی انھیں ان کی بُرائی کی سزا ملے گی۔ تقدیر برحق ہے اور نیکی و برائی کی راہیں واضح ہیں۔ ہر شخص کو اختیار ہے چاہے تو نیکی کرے اور چاہے تو برائی کرے۔ دن اور رات میں ہر مسلمان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، ماہ رمضان کے روزے رکھنا بھی ضروری ہے، جو آدمی مال دار ہو، اسے زکاۃ ادا کرنی لازم ہے اور جو شخص خانۂ کعبہ تک آنے جانے کا خرچ برداشت کر سکے، اس کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ضروری ہے۔ وغیرہ

سوال نمبر ۱۵۰: پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے، پڑھانے اور بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے، پڑھانے اور بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں، پاکیزہ اخلاق و صفات اور محاسن کی معرفت حاصل ہو جائے تاکہ ہم آپ کی پاکیزہ زندگی سے عبرت حاصل کریں اور اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں آپ کی ذاتِ مبارکہ کو اسوہ و نمونہ بنائیں اور آپ کی محبت ہمارے دل و جان میں اس طرح رچ بس جائے کہ ہر معاملے میں ہم آپ کی اتباع و پیروی کو لازم کر لیں۔

دعا ہے کہ رب العالمین ہمیں ان باتوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وصلی اللہ علیٰ نبیہ الکریم

الفاظ و معانی

کَارْوَانِ حَیَات : زندگی کا سفر، حالاتِ زندگی

عِیسْوِی سَن : وہ سال جو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔

مُنَاسَبَت: باہمی نسبت، تعلق

اَوہَام و خُرافات: بکواس، خیالی باتیں

تَحْرِیف: کسی بات کو کچھ کا کچھ کر دینا۔ بدل دینا

مُتَّفَق عَلَیہ : جس پر سب کا اتفاق ہو۔

حَسَب و نَسَب : خاندانی سلسلہ

دَایہ: چھوٹے بچوں کی دیکھ ریکھ کرنے والی عورت

سَلِیقَہ مَنْد : باشعور، صحیح غلط کی سمجھ رکھنے والا۔

وَعدَہ خِلافی: بے وفائی، اقرار کر کے پورا نہ کرنا

پَس مَنْظَر : کسی واقعے یا خبر کے آگے پیچھے کی مکمل بات، جس سے وہ واقعہ یا خبر پوری طرح سمجھ میں آجائے۔

فَرِیق : گروپ، گروہ، پارٹی

حَلِیفوں : حَلِیف کی جمع، وہ فریق یا گروہ جو دوسرے فریق کی مدد کرنے اور ہر معاملے میں اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کرے۔

مُعاہَدَہ: دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد و پیمان۔

پِیشَہ :مشغلہ، کاروبار، روزگار جو کمائی کا ذریعہ ہو۔

صِدْق و صَفا : سچائی اور خلوص

اِیْفائے عَہْد : وعدہ پورا کرنا

گُن گانا : کسی کی خوبیوں کی تعریف کرنا

عُمْر رَسِیدَہ: زیادہ عمر والا

حَوصَلَہ مَنْد : ہمت اور حوصلہ رکھنے والا

نَصْب کرنا : لگانا، گاڑنا

حَکَم : دو فریق کے جھگڑے یا معاملے کا فیصلہ کرنے والا۔

حَق پَرَسْت : سچّا، سچ کو پسند کرنے والا، مُنْصِف

دَرماندوں: دَرْماندَہ کی جمع، مجبور، بے بس، لاچار

تَہی دستوں: تَہی دَسْت کی جمع، مفلس، نادار

عَلَانِیَہ : کُھلَّم کُھلّا، برملا

خُفْیَہ : چھپ کر، پوشیدہ طور سے

مَجْمَع: بھیڑ، بہت سے لوگوں کا ہجوم

کَاہِن : پیش گوئی کرنے والا، جِنوں سے معلوم کر کے غیب کی خبریں بتانے والا۔

بائِیکاٹ: میل جول، لین دین اور بول چال بند کر کے ہر طرح سے دوری اختیار کر لینا۔

شِعْب : گھاٹی، پہاڑی راستہ

شَل : مفلوج، لُنج، جسم کے کسی حصہ کا کام نہ کرنا۔

سِیرَت نِگار: کردار اور شخصیت کے بارے میں لکھنے والا

وَفد: چند لوگ، نمائندہ جماعت

رُودَاد : ماجرا، احوال، کیفیت، واقعہ، رپورٹ

مُشاہَدَہ : معائنہ، کسی چیز کو غور سے دیکھنا۔

قصُور : کمی، کوتاہی، خامی

مَسافَت : فاصلہ، دوری، عرصہ

خُشک سالی : سوکھا، جس سال بارش نہ ہو۔

گُزر بَسَر: گزارہ، نباہ، زندگی کا بسر ہونا۔

فَصیح و بلیغ: ایسا کلام جو صاف وسادہ اور واضح ہو

پَیکَر: جسم، سراپا

پُر کَشِش : دل چسپ

پُر شُکُوہ: عظیم الشان، شان و شوکت والا

تَابنَاک : روشن، چمک دار

رُفقاء: رَفِیق کی جمع، احباب، دوست، ساتھی، ہم سفر

جُنبِش: حرکت، ہلنا جلنا

ہَمہ تَن گوش: پورے بدن کو کان بنالینا یعنی کسی بات کو پوری توجہ اور غور سے سننا۔

تُرش رُو: بدمزاج، بدخو، چڑچڑا

لَغوگُو : فضول کی باتیں کرنے والا، بکواسی، جھوٹا

مُواخَات : ایک دوسرے سے بھائی چارہ قائم کرنا، آپس میں بھائیوں کی طرح برتاؤ کرنا۔

مُہَاجِرین: مہاجر کی جمع، گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ بسنے والے۔

اَنصَار: ناصر کی جمع، مدد کرنے والے۔

مَصرُوفِیات: مصروفیت کی جمع، بہت سارا کام

سَفِیر: ایلچی، نمائندہ، پیغام پہنچانے والا۔

بَیعَت کرنا : کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی باتوں کو ماننے کا عہد کرنا۔

دَفعَات : دفعہ کی جمع، قانون یا دستور وغیرہ کی شِق یا نمبر، ضابطہ

سُلوک: برتاؤ، بھلائی، خیر خواہی

اَذِیَّت : دکھ، جسمانی تکلیف، روحانی صدمہ

کَسَر : کمی، کوتاہی

سَرزَنِش : ڈانٹ ڈپٹ، ملامت

رَائیگاں : ضائع، بے کار، لاحاصل

جاں بَخشی: جاں بخش کا اسم کیفیت، معافی، درگزر

کَیفِیَت : حالت، تفصیل

چَاشت: ایک پہر دن چڑھے کا وقت جب کہ سورج بلند ہوتا ہے۔

مُقَدَّر : تقدیر، قسمت کا لکھا

طاری ہونا : پیش آنا، چھا جانا

دُنیا سے کُوچ کرنا : مرجانا

رَفیقِ اعلیٰ: رفیقِ اعلیٰ سے مراد اللہ کی ذات اور اس کی عطا سے جنت کا اعلیٰ مقام اور انبیاء و صالحین علیہم السلام کی صحبت ہے۔

وَصِیَّت : زندگی میں یا آخری وقت میں یا سفر پر جاتے وقت زبانی یا تحریری طور پر یہ بتانا کہ میرے بعد یہ کیا جائے یا یہ نہ کیا جائے۔

عَالِمُ الْغَیب : غیب کا جاننے والا

مُختارِ کُل: جس کے پاس ہر چیز کا اختیار ہو۔

ازواجِ مُطَہَّرات : پاک بیویاں

اَہْلِ خانَہ : بیوی بچے، گھر کے تمام افراد

بَرتاؤ : سلوک، رویہ

نَان ونَفَقَہ : روٹی کپڑا، بال بچوں کا خرچ

قُرعَہ اَنْدازی : فیصلہ مشکل ہونے کی صورت میں کسی ایک شخص کو چننے کے لیے پرچیوں پر نام لکھ کر ڈالنے کا عمل تاکہ جس شخص کے نام کی پرچی نکل آئے اسی کو چُنا جائے۔

دِل جُوئی : تسلی دینا، حوصلہ افزائی کرنا

عَفْو و دَرْ گُزر: خطا اور قصور معاف کرنا۔

لایَعْنی: لغو، مہمل، بے معنی، بے فائدہ، فضول

حُلْیَہ : شکل وصورت رنگ وروپ اور قد و قامت وغیرہ کی تفصیل، شخصی سراپا۔

پَسْت قَد: ناٹا، چھوٹے ڈیل کا

فُحْش گو: گالی بکنے والا، بے شرمی کی باتیں کرنے والا

مُتَوازِن : برابر برابر، کسی بھی چیز کا پرفیکٹ اور بہتر انداز میں ہونا۔

تَوَاضُع : عاجزی، غرور و گھمنڈ نہ رکھنا

تَبَسُّم : مسکراہٹ، زیر لب ہنسنا، ایسی ہنسی جس میں ہونٹ نہ کھلیں اور آواز نہ ہو۔

مُعَوِّذَات: اس سے مراد قرآن کریم کی تین سورتیں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں۔

مُعْتَدِل: یکساں، جس میں کمی زیادتی نہ ہو۔

زُہد و وَرَع : پرہیز گاری، گناہوں سے بچنا

بے رَغبَتی : بے توجہی، بے پروائی

لاچاری : مجبوری

پَیوَنْد: پھٹے ہوئے کپڑے پر لگایا ہوا جوڑ، چکتی

شَفاعَتِ عُظْمٰی : سب سے بڑی سفارش

تَعْمِیل : عمل میں لانا، حکم بجالانا، بات ماننا

گَامْزَن کَرْنا : راستے پر چلانا، رواں کرنا

ہَم سَر : برابر والا، ہم رتبہ

تَدْبِیر : انتظام، بندوبست

عربی مہینے	مُحرَّم	صَفَر	رَبِيْعُ الأَوَّل	رَبِيْعُ الآخِر	جُمَادَى الأُولىٰ	جُمَادَى الآخِرَة
	رَجَب	شَعْبَان	رَمَضَان	شَوَّال	ذِي الْقَعْدَة	ذِي الْحِجَّة

KARWAN-E-HAYAT-E-NABAVI

BY: JAMSHED ALAM S/O ABDUSSALAM SALAFI

کاروانِ حیاتِ نبوی

سارے عالم کی رہنمائی کے لیے اللہ کا آخری پیغمبر یتیمی کی حالت میں آیا، بچپن سے لے کر جوانی تک لہو ولعب اور حرص وہوس سے پرہیز کیا، اولاً حصولِ رزق کے لیے بکری چرائی، ثانیاً ظلم وجور، فسق وفجور اور کذب وفساد سے اجتناب کرتے ہوئے ایسی پاک وصاف زندگی گزاری کہ اطراف وجوانب کے لوگ صادق وامین کہہ کر پکارنے لگے، شباب کا دور آیا تو تجارت کے لیے باہر کا سفر کیا، جس کا مال لے کر تجارت کے لیے نکلتے اس کو تمام تاجروں سے زیادہ نفع دے کر خوش کر دیتے۔ ۴۰ رسال کی عمر ہوئی تو اللہ عزوجل نے آپ کو نبوت ورسالت کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز فرما کر شرک وبت پرستی کے خلاف معرکہ آرائی اور توحید ودعوت الی الحق کا بارگراں آپ کے شانۂ اقدس پر ڈالا، اس وقت تک نہ پڑھنا لکھنا سیکھا تھا نہ جانتے تھے، مگر بنام رب العالمین پڑھنے پڑھانے کا حکم سب سے پہلے نازل ہوا، آپ نے توحید کا نغمہ سنایا تو بتوں کے پجاری اور شرک وکفر کے علم بردار دشمنی اور مخالفت پر تل گئے، لیکن اس حالت میں بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے، شدید عداوت کے باوجود کوئی امانت رکھنی ہوتی تو آپ ہی کے پاس رکھتے، آپ نے ۲۳ رسال کی قلیل مدت میں ہزاروں رکاوٹیں اور لاکھوں تکلیفیں جھیل کر پورے عرب میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور سارے عالم کے باسیوں، عالموں، عابدوں، مدبروں اور شہنشاہوں کے دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور جو بھی آپ کے خلاف اٹھا اسے اپنی للٰہی قوت اور اخلاق وکردار سے یا تو مجبور یا مسخر کر لیا، آپ یتیم تھے، نادار تھے، لیکن دنیا جب جھک کر آپ کے قدموں پر نثار ہوئی تو آپ اپنی یتیمی اور لاچاری کو نہ بھولے بلکہ تمام یتیموں اور ناداروں کے ممد ومعاون بن گئے، کسی سے اپنے نفس کے لیے بدلہ نہیں لیا، جس سے جو وعدہ کیا وفا فرمایا، مکہ فتح ہوا تو سارے دشمنوں کو معاف کر دیا، آپ کی پوری زندگی عبرت آموز تھی اور سفرِ آخرت بھی ایسا سبق دے گیا کہ گورے، کالے، عربی، عجمی، امیر وغریب اور راجہ وراعی سب اس سے یکساں طور پر سبق اور عبرت حاصل کر سکتے ہیں، وفات سے ایک دو منٹ قبل ایک تازہ شاخ سے خوب اچھی طرح مسواک کیا، کلی کر کے روئے انور اور دستِ مبارک کو پانی سے ملا اور دھویا پھر ہاتھ اٹھا کر رفیقِ اعلیٰ سے ملنے کی دعا فرمائی اور اسی دم قبولیت نے آپ کا استقبال کیا اور روح پاک عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

(ماخوذاز: پیغمبر عالم، مؤلف: مولانا عبدالمبین منظر رحمہ اللہ، ص: ۵۴ تا ۵۶)

Designed By: Irfan Nomani

Published By:
MAKTABA AL-SALAM
Antari Bazar, Shohratgarh, Siddharth Nagar, U.P., INDIA-272205
+91-9628953010 / +91-6393225101
maktabsalam2@gmail.com/ mahboobsalafi@gmail.com